سلمان محمدیؓ

مؤلفہ

مولانا مقبول احمد صاحب لوگانوی ممتاز الافاضل

ترولہتن ۔ سویڈن

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۷	اظہارِ تشکر	۱
۱۱	ابتدائیہ	۲
۲۳	نام کنیت اور القاب	۳
۲۵	حسب و نسب	۴
۲۹	تعلیم و تربیت	۵
۳۳	تلاشِ حق	۶
۴۵	اسلامی سبقت	۷
۵۱	اسلام میں غلامی کا تصور (سلمانؓ کے مراتب کی روشنی میں)	۸
۵۹	اسلام میں عمل کی اہمیت اور آپ کی خاندان اہلبیتؑ میں شمولیت	۹
۷۵	سلمان محمدیؓ آیات قرآنی کی روشنی میں	۱۰
۸۳	علمی مرکزیت	۱۱
۹۱	بیعت حضرت ابوبکرؓ سے انحراف	۱۲
۱۰۱	درویش صفت گورنر	۱۳

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱۱۳	کرامات	۱۴
۱۲۳	سلمانؓ نوح امت محمدیؐ	۱۵
۱۳۱	اخلاق و اوصاف	۱۶
۱۴۱	چند جواہر ریزے	۱۷
۱۴۷	ازدواج و اولاد	۱۸
۱۴۹	مدت حیات	۱۹
۱۵۳	وفات	۲۰
۱۶۳	وفات کے بعد آپ کے مراتب	۲۱
۱۶۵	زیارت	۲۲

اظہارِ تشکر

زیرِ نظر کتاب پہلی بار احباب پبلشرز لکھنؤ ہندوستان سے ۱۹۷۴ء میں شائع ہو چکی ہے جس کو قارئین کرام نے بیحد پسند کیا۔ مدت سے یہ کتاب نایاب ہو چکی تھی۔ برادرِ عزیز سید طاہر حسین صاحب رضوی متوطن کراچی پاکستان مقیم حال اوسلو ناروے کے اصرار پر نظرِ ثانی کر کے اضافہ کے ساتھ دوبارہ پاکستان سے شائع کی جا رہی ہے۔

جناب سید طاہر حسین رضوی سلمہٗ صرف پابند دین اور عاشق مذہب ہی نہیں بلکہ وہ صحیح معنی میں مبلغ اسلام اور ناشر علوم و معارف بھی ہیں۔ اشاعت مذہب کے لئے انجمن حسینی ناروے کو کثیر رقم عنایت فرماتے رہتے ہیں۔ عزاداری کے عاشق و شیدا اور بڑے علم نواز و علم دوست ہیں، علماء کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ میری تحریروں سے آپ کو والہانہ محبت اور مجھ سے بھی بڑا اخلوص ہے۔

اپریل ۱۹۸۵ء میں موصوف کو ایک عظیم صدمہ پہنچا، آپ کے بہنوئی سید انوار سلطان عین حالتِ شباب میں داغِ مفارقت دے گئے، ان کی روح کو ایصالِ ثواب کی غرض سے میری کتاب فخرِ امّ فاطمہ بنتِ اسد کا دوسرا ایڈیشن جنوری ۱۹۸۶ء احباب پبلشرز لکھنؤ ہندوستان سے شائع کرایا جس کی طباعت کے کل اخراجات موصوف نے برداشت

کئے میں ان کا بیحد شکر گذار ہوں - اب میری یہ دوسری تصنیف بھی موصوف کے اصرار پر پیش کی جا رہی ہے، اور وہی اس کے مصارف برداشت کر رہے ہیں۔ خداوند عالم موصوف کی توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے اور ان کے مرحوم بہنوئی کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔

قارئین کرام سے استدعا ہے کہ ایک سورۂ فاتحہ پڑھ کر سید الوظفر سلطان صاحب مرحوم و مغفور کی روح کو ایصالِ ثواب فرما دیں ۔

والسلام

مقبول احمد نوگانوی

امام جمعہ و جماعت مسجد شیعہ اثنا عشری ترولہتن سویڈن

۲۲ اپریل ۱۹۸۷ء

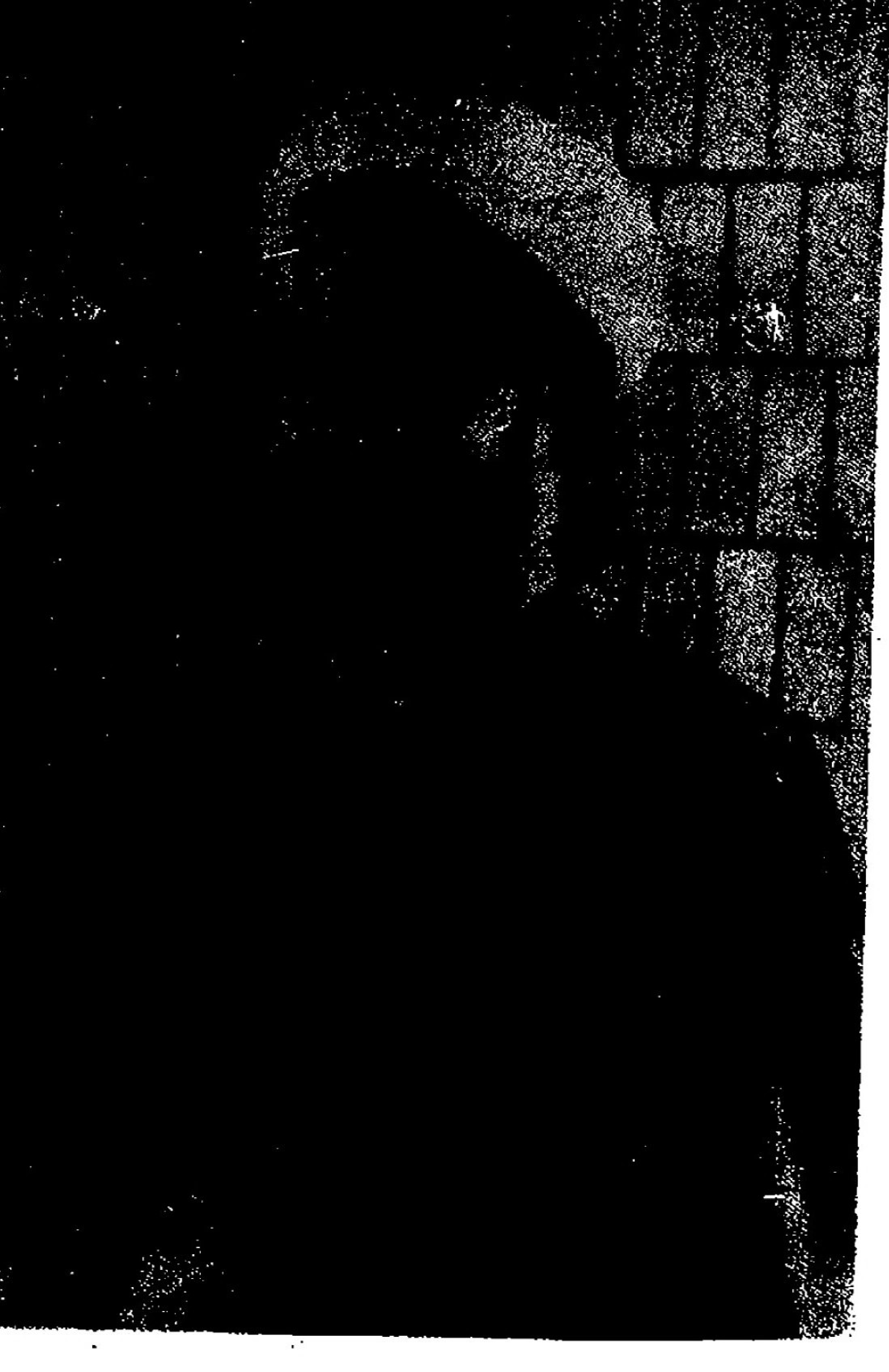

مقبول احمد نوگانوی

بسم سبحانہ

ابتدائیہ

انسان فطرتاً حیوان نقال ہے وہ جس طرح اپنے ہم جنسوں کو کرتے دیکھتا ہے ویسا ہی خود بھی کرنے لگتا ہے اس کے ثبوت کے لیے کسی منطقی استدلال کی ضرورت نہیں ہے بلکہ روزمرہ کے مشاہدات گواہ ہیں، انواع و اقسام کے کھانوں میں روز بروز تکلفات کا اضافہ، تعمیر مکانات کی تبدیلیاں، لباس میں نت نئے فیشن کی ایجادیں دال ہیں اس بات پر کہ انسان اپنے دوسرے ہم جنس کو جیسا کرتے، پہنتے یا کھاتے دیکھتا ہے خود بھی ویسا ہی کرنے لگتا ہے۔ اور اس طرح پورے معاشرہ میں تبدیلی آجاتی ہے کردار کی پستی اور بلندی بھی اسی فطری جذبہ کا نتیجہ ہے۔

اس فطری جذبہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے قدرت نے انسانوں کے اخلاق و عادات کی اصلاح و درستی کے لیے انبیا و مرسلین کو اس انسانی معاشرہ میں بھیجا تاکہ وہ عملی نمونہ بن کر لوگوں کے سامنے آئیں اور لوگ ان کے قول و فعل میں پیروی و اتباع کرکے اپنے مقاصد حیات کو پورا کرکے اپنا صحیح مقام حاصل کرلیں۔

لیکن سلسلۂ نبوت و رسالت کے بعد بھی یہ ضرورت باقی رہتی تھی اس لیے مرسل اعظم نے فرمایا تھا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی

انجام دیاہے وہ کسی دوسرے نے نہیں دیا۔ پیغمبر نے فرمایا لیکن وہ جہنمی ہے جب وہ زخموں سے چور ہو کر گرے اور لوگوں نے کہا جنت مبارک ہو تو انھوں نے کہا کیسی جنت ہم نے تو محض خاندانی شرف پر جنگ کی تھی۔

(اصابہ ج ۵ صفحہ ۲۲۴)

اور حکم بن ابی العاص بھی صحابی تھا جس پر پیغمبر نے لعنت فرمائی تھی اور مدینہ سے نکال باہر کیا تھا یہ مروان کا باپ اور حضرت عثمانؓ کا چچا تھا فاکہی نے بسلسلہ اسناد زہری اور عطاء خراسانی سے روایت کی ہے کہ پیغمبر کے کچھ اصحاب حاضر خدمت ہوئے آپ اس وقت حکم پر لعنت فرما رہے تھے لوگوں نے قصہ پوچھا تو آنحضرتؐ نے فرمایا میں گھر میں اپنی فلاں بیوی کے پاس تھا یہ شخص دیوار کے شگاف سے جھانک رہا تھا۔ ایک مرتبہ پیغمبرؐ حکم کی طرف سے گذرے حکم آپ کی طرف گستاخانہ اشارے کرنے لگا۔ پیغمبر نے پلٹ کر دیکھ لیا بد دعا فرمائی خداوندا حکم کو چھپکلی بنا دے۔ (اصابہ جلد ۲ صفحہ ۲۸)

حضرت عائشہ کی روایت میں ہے آپ نے مروان سے فرمایا تھا میں گواہی دیتی ہوں کہ پیغمبر خداؐ نے تمہارے باپ پر لعنت کی تھی اور اس وقت تم اس کی صلب میں تھے۔ (اصابہ ج ۲ صفحہ ۲۹)

امام نسائی نے اپنی سنن نسائی میں عبداللہ بن عباسؓ سے قول باری تعالیٰ ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا المستاخرین کے شان نزول کے متعلق روایت کی ہے کہ ایک انتہائی حسین و جمیل عورت رسول اللہ کے پیچھے نماز پڑھنے آئی تھی بعض لوگ آگے کھڑے ہوتے تاکہ اس پر نظر نہ پڑے بعض لوگ

اسے تاکنے کی غرض سے پیچھے کی صف میں کھڑے ہوتے تھے اور رکوع کرتے وقت بغل سے جھانکا کرتے تھے یہ بھی صحابہ رسولؐ ہی تھے۔

پیغمبر اسلام کی تبلیغ کا مقصد مکارم اخلاق کی تکمیل تھا کیا اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم (میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت یافتہ ہو جاؤگے) کے اصول پر عمل کرنے سے امت پیغمبر نجات یافتہ ہو جائے گی اور کیا مقصد رسولؐ خدا پورا ہو جائے گا؟

انھیں صحابہ کرام میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے بارے میں قرآن کریم خبر دے رہا ہے وممن حولکم من الاعراب منافقون من اھل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمھم نحن نعلمھم سنعذبھم مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم اور تمھارے اطراف کے گنوار دیہاتوں میں بعض منافق بھی ہیں اور خود مدینہ کے رہنے والوں میں سے بھی بعض منافق ہیں جو نفاق پر اڑ گئے ہیں اے رسولؐ تم ان کو نہیں جانتے مگر ہم ان کو خوب جانتے ہیں عنقریب ہم ان کو دنیا ہی میں دوہری سزا کریں گے پھر یہ لوگ قیامت میں ایک بڑے عذاب کی طرف پلٹائے جائیں گے۔ (سورہ توبہ آیت ۱۰۱)

ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو پیغمبرؐ اسلام کو اذیت پہونچایا کرتے تھے[۱] اور انھیں لوگوں میں وہ لوگ بھی تھے جن کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے:
ان المنافقین یخادعون اللہ وھو خادعھم واذا قاموا الی الصلوٰۃ

---

[۱] والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم جو لوگ خدا کے رسولؐ کو اذیت پہونچاتے ہیں گے ان پر دردناک عذاب ہوگا۔

قاموا کسالی یراؤن الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلا مذبذبین بین ذالک لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء ومن یضلل اللہ فلن تجد سبیلا۔ ترجمہ: بیشک منافقین اپنے خیال میں خدا کو فریب دیتے ہیں حالانکہ خدا خود انھیں دھوکا دیتا ہے اور یہ لوگ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں تو (بے دلی سے) الکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں اور فقط لوگوں کو دکھاتے ہیں اور دل سے تو خدا کو کچھ یونہی سا یاد کرتے ہیں اس (کفر وایمان) کے بیچ تذبذب میں پڑے جھول رہے ہیں نہ ان مسلمانوں کی طرف نہ ان کافروں کی طرف اے رسول جسے خدا گمراہی میں چھوڑ دے اس کی (ہدایت کی) تم ہرگز کوئی سبیل نہیں کر سکتے۔

(سورہ نساء پ ۵)

کتاب الٰہی ایسے لوگوں کی بھی خبر دے رہی ہے جو رسولؐ کے ارشادات سنتے تھے لیکن خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی تھی کیونکہ وہ ہوا وہوس کے پیرو تھے ومنھم من یستمع الیک حتی اذا خرجوا من عندک قالوا للذین اوتوا العلم ماذا قال انفا اولئک الذین طبع اللہ علی قلوبھم واتبعوا اھوائھم ترجمہ۔ اے رسولؐ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو تمہاری طرف کان لگائے رہتے ہیں یہاں تک کہ سب سن سنا کر جب تمہارے پاس سے نکلتے ہیں تو جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے ان سے کہتے ہیں (کیوں بھئی) ابھی اس شخص نے کیا کہا تھا یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر خدا نے کفر کی علامت مقرر کر دی ہے اور یہ اپنی خواہشوں پر چل رہے ہیں۔ (سورہ محمد پ ۲۶ ع ۶)

اگر ذرا بھی عقل وتدبر سے کام لیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ ہر صحابی

"کو عادل اور قابل تقلید ماننے اور سمجھنے کا نظریہ کتنا مہمل اور واہیات نظریہ ہے قرآن کریم منافقین کے ذکر سے چھلک رہا ہے صرف سورہ توبہ، سورہ احزاب اور سورہ منافقون ہی کو لے لیجئے ان تینوں سورتوں میں شروع سے آخر تک منافقین ہی کا ذکر ہے۔

"پیغمبر جب تک زندہ رہے ان منافقین نے آپ کا کلیجہ خون کر رکھا تھا بہت سے مواقع پر انھوں نے آپ کی جان لینے کی کوشش کی۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب رسولؐ اسلام غزوہ حدیبیہ کے لیے مدینہ سے تشریف لے گئے تھے تو ایک ہزار مسلمان موجود تھے لیکن حدیبیہ پہونچنے سے پہلے ہی تین سو منافقین راستہ ہی سے پلٹ گئے باقی جو سات سو اصحاب آپ کے ساتھ حدیبیہ تک پہونچے ان میں بھی اچھی خاصی تعداد منافقین کی رہی ہوگی اور وہ بدنامی اور رسوائی کے ڈر سے واپس نہ ہوئے ہوں گے اگر فرض کر بھی لیا جائے کہ ان سات سو میں کوئی بھی منافق نہ تھا تو پھر بھی ہزار میں تین سو کا تناسب ہی کیا کم ہے کیا پیغمبرؐ کی وفات کے بعد یہ منافقین نیست ونابود ہو گئے اور آپ کی رحلت کے بعد جتنے بھی اصحاب بچے وہ سب کے سب مجسمہ ایمان اور نمونہ عدالت بن گئے کیا معاذ اللہ پیغمبرؐ کی زندگی نفاق کا سبب اور آپ کی موت ان کے ایمان اور عدالت اور ان کے تمام خلائق سے بہتر وافضل ہو جانے کا ذریعہ تھی پیغمبرؐ کی آنکھ بند ہوتے ہی ان کی انقلاب ماہیت کیسے ہو گئی ہے کہ جب تک پیغمبرؐ کی سانسیں آتی جاتی رہیں ان کا شمار منافقین میں ہوتا رہا اور ان پر خدا کی لعنتوں کی بوچھاڑ ہوتی رہی اور ادھر تار نفس ٹوٹا ان پر فضل و شرف کی ایسی بارش ہوئی کہ اب ان کی بابت

لب کشائی ناجائز ان کی قدح ناممکن اور انھوں نے بڑے بڑے جرائم اور مہلک معاصی جو کئے ان پر حرف گیری حرام"

"شیعہ اور صحابہ" سرفراز لکھنؤ مورخہ ۲ فروری ۱۹۶۲ء

حالانکہ حقیقت اس کے بالکل خلاف ہے وفات پیغمبر کے بعد صرف چند لوگ پیغمبر کے دین پر باقی رہے تھے اور باقی سب کے سب مرتد ہو گئے بیہقی نے عبداللہ الاشعری کے سلسلہ سے ابو درداء سے روایت کی ہے ابو درداء کہتے ہیں کہ پیغمبر سے میں نے عرض کیا حضورؐ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ فرمایا کرتے ہیں کہ کچھ لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائیں گے پیغمبرؐ نے فرمایا ہاں مگر تم ان میں سے نہیں ہو۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۶ ص ۲۰۷)

"عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا میں تم لوگوں سے پہلے حوض کوثر پر ہو نچوں گا کچھ لوگوں سے میں نزاع کروں گا پھر ان پر غالب آجاؤں گا پھر اپنے پروردگار سے عرض کروں گا خداوندا میرے اصحاب! خدا جواب دے گا تمھیں کیا پتہ کہ ان اصحاب نے تمھارے بعد کیا کیا؟ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۵ ص ۲۲۳) اور ترمذی نے پیغمبر سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میرے داہنے سے کچھ اصحاب پکڑ لئے جائیں گے کچھ میرے بائیں سے میں عرض کروں گا خداوندا یہ میرے اصحاب ہیں اس پر خداوند عالم جواب دے گا۔ تمھیں معلوم نہیں ان لوگوں نے تمھارے بعد کیا کیا حرکتیں کیں جب سے تم ان سے جدا ہوئے یہ برابر الٹے پیروں پھر ہی گئے اس وقت میں وہی فقرہ کہوں گا جو عبد صالح (حضرت عیسیٰ) فرمایا

ان تعذبھم فانھم عبادک اگر ان لوگوں پر عذاب کرے تو یہ تیرے بندے ہیں۔ (صحیح ترمذی جلد ۲ ص۲۹۸) شیعہ اور صحابہ (مولانا محمد باقر صاحب نقوی ہفتہ دار سرفراز لکھنؤ ۲ فروری ۱۹۶۴ء)

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وفات پیغمبرؐ کے بعد تمام اصحاب مرتد ہو گئے تھے سوائے ان تین (سلمانؓ، مقدادؓ اور ابوذرؓ) کے بعد میں اور لوگ ان سے ملحق ہو گئے تھے۔ (ناسخ التواریخ جلد ۴ ص۸۶)

اصحابی کالنجوم حدیث کو اگر صحیح مان بھی لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ تمام صحابہ قابل تقلید ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں جس طرح ستاروں میں نیک و بد ہوتے ہیں اسی طرح میرے اصحاب میں بھی دو قسم کے لوگ ہیں مومن بھی ہیں اور منافق بھی۔ نیک بھی ہیں اور بد بھی ان میں جو نیک ہیں ان سب کی پیروی ہدایت کا ذریعہ ہے اور وہ اصحاب صرف وہ لوگ ہیں جن کو اللہ اور رسولؐ دوست رکھتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے اللہ میرے اصحاب میں چار شخصوں کو دوست رکھتا ہے علیؑ، سلمانؓ، مقدادؓ اور ابوذرؓ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص۱۲۵)

وہ اصحاب وہ ہیں جن کے لیے جنت مشتاق ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جنت چار شخصوں کی مشتاق ہے اور وہ علیؑ، عمارؓ، مقدادؓ اور سلمانؓ ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء جزو اول ص۱۹۰)

قابل اتباع و پیروی وہ اصحاب ہیں جن کی وجہ سے زمین کا فرش بچھایا گیا جن کی وجہ سے رزق اتارا گیا اور جن کے سبب باران رحمت نازل ہوئی

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ وہ عبداللہؓ بن مسعودؓ، ابوذرؓ، عمار یاسرؓ، سلمان فارسیؓ مقداد بن اسود، حذیفہؓ ہیں اور ساتواں میں ان کا امام ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے دختر پیغمبر اسلام کی نماز جنازہ پڑھی۔

(نفس الرحمٰن مولفہ علامہ نوری)

معلوم ہوا کہ صرف انھیں اصحاب کی پیروی ذریعہ ہدایت ہو سکتی ہے جنھوں نے اہلبیتؑ پیغمبر کا ساتھ دیا ان سے محبت کا اظہار کیا اور ان کے عمل کو اپنایا جنھوں نے ان اہلبیت کی راہ الفت میں طرح طرح کی صعوبتیں برداشت کیں مصائب کا مقابلہ کیا لیکن دامن اہلبیتؑ سے متمسک رہے ان صحابہ میں سر فہرست جناب سلمان فارسیؓ کا نام ہے جن کے حالات ناظرین کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔

عصر حاضر میں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ رسولؐ اور اہلبیت رسولؐ کے سچے جاں نثاروں کے حالات زندگی پیش کئے جائیں اس لئے کہ معصومینؑ کے حالات زندگی پڑھ کر آج کا مسلمان یہ کہہ دیتا ہے وہ معصوم تھے جو وہ کر گئے وہ ہم کیسے کر سکتے ہیں؟ اس قسم کے خیالات رکھنے والے لوگوں کے سامنے حضرت سلمانؓ محمدیؓ، مقدادؓ، ابوذر غفاریؓ، عمار یاسرؓ، مالک اشترؓ جیسے راسخ العقیدہ لوگوں کے حالات پیش کیے جائیں اور بتایا جائے کہ اگر ہم علی مرتضیٰؑ، حسن مجتبیٰؑ اور امام حسینؑ شہید کربلا نہیں بن سکتے تو کیا سلمانؓ، ابوذر، مقداد، قنبر، بلالؓ و جونؓ حبشی کے نقش قدم پر بھی نہیں چل سکتے؟ ...

... ... سلمان محمدی کی ذات گرامی وہ ہے کہ جن کو آنحضرتؐ سے

ان کے حسن وعمل اور حسن کردار پر اپنے اہلبیتؑ میں شامل فرمالیا تھا یہ اس عظیم منزلت کے مطابق ہیں کہ معصوم کے سامنے کسی نے سلمان فارسی کہدیا تو فوراً جبین مبارک پر شکنیں پڑ گئیں اور فرمایا سلمان فارسی نہ کہو سلمان محمدی کہو۔ ایمان کے دس درجے ہیں اور وہ ان سب پر فائز ہیں۔ سلمان اسلامی نظام زندگی کا ایک عملی شاہکار ہیں ان کی زندگی تمام فرزندان توحید کے لیے مشعل راہ ہدایت ہے اس لیے ان کے حالات جمع کر کے کتابی صورت میں ناظرین کے سامنے پیش کر رہا ہوں میں اپنے ان تمام ناظرین کا ممنون رہوں گا جو مجھکو اپنے زریں خیالات سے مطلع فرمائیں گے۔

میں برادر محترم میجر خورشید کشمیری کا شکرگزار رہوں جنھوں نے میری اس ناچیز تالیف کو منظر عام پر لاتے میں گہری دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے اسے میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ خداوند عالم موصوف کو عمر نوح عنایت فرمائے اور دین وملت کی تا دیر خدمت کرنے کا موقع عطا کرے آمین۔

احقر: مقبول احمد نوگانوی

نام، کنیت اور القاب

اظہار اسلام سے پہلے کتب تواریخ و احادیث میں آپ کے وہ نام زیادہ
نظر آتے ہیں مابہ اور روزبہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کا نام مابہ تھا اور بعض
کہتے ہیں روزبہ تھا ہمارے نزدیک روزبہ زیادہ معتبر ہے۔

ان دونوں ناموں کے علاوہ بھی لوگوں نے آپ کے نام لکھے ہیں مثلاً ماہویہ
بہبوذ اور حمد اللہ مستوفی نے آپ کا نام ناجیہ بتایا ہے لیکن یہ زیادہ مشہور نہیں
ہیں۔

اظہار اسلام کے بعد آنحضرتؐ نے آپ کا نام سلمان اور امیر المومنین علیہ السلام
نے سلسل رکھا تھا۔

آپ کی کنیت ابوعبداللہ، ابوالبنات اور ابوالمرشد ہے اور سلمان خیر د
سلمان محمدی کے القاب سے یاد کیے جاتے ہیں آپ خود اپنے کو سلمان ابن اسلام
کہتے تھے۔

حلیہ آپ کے سر کے بال گھنے، کان لمبے اور دراز قد آدمی تھے اس لیے
اس ایرانی ہئیت کو دیکھ کر لوگ گرگ آمد گرگ آمد[1] کہتے ایک مرتبہ
گورنری کے زمانہ میں اس شان و شوکت سے نکلے کہ سواری میں بلا زین کا گدھا

---

[1] ایران کے ایک شہر کا نام (گرگان) تھا اسی کی طرف نسبت دے کر پکارے جاتے تھے۔

تھا۔ لباس میں ایک تنگ اور چھوٹی قمیص تھی جو سواری پر سے کسی وجہ سے اُٹھ گئی تھی جس سے گھٹنے بھی نہ چھپتے تھے ٹانگیں کھلی ہوئی تھیں لڑکے اس ہیئت کذائی میں دیکھ کر ان کے پیچھے لگ گئے لوگوں نے یہ طوفانِ بدتمیزی دیکھا تو ڈانٹ کر ان کو ہٹایا کہ امیر کا پیچھا کیوں کرتے ہو۔

(ابن سعد جزء ۴ صفحہ ۶۲۱)

حسب و نسب

آپ ایرانی النسل ہونے کے باعث سلمان فارسی کہے جاتے ہیں بعض نے رامہرمز، بعض نے حیّ جو اصفہان کا ایک شہر ہے آپ کا اصل وطن بتایا ہے ابن شہر آشوب اور علامہ نوری نے آپ کو شیرازی لکھا ہے اور وہ روایت نقل کی ہے جو خود جناب سلمان فارسی نے امیر المومنین علیہ السلام سے اپنے ایمان کے بارے میں بیان کی ہے جو آئندہ نقل کی جائے گی۔

اگرچہ مذہب اسلام میں ظاہری حسب و نسب کی ایمان اور عمل کے مقابلہ میں کوئی وقعت اور حیثیت نہیں ہے لیکن اس اعتبار سے بھی آپ ایک بلند شخصیت کے مالک ہیں آپ کے والد شیراز کے صاحب دولت و ثروت مالک مکانات و جائداد دہقان تھے لیکن مذہباً آتش پرست (مجوسی) تھے اس لیے آپ نے ہمیشہ اس دنیاوی عزت کو دین کے مقابلہ میں ہیچ سمجھا۔

آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے مابہ بن بوذخشان بن مورسلان بن بہبودان بن فیروز بن شہرل شاہ آپ کی اولاد سے ہیں۔

(ترجمہ اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۶۸)

اکمال الدین میں آپ کے والد کا نام خشنوذان اور بعض لوگوں نے

شہنشاہ منوچہر کی اولاد سے بتایا ہے آپ کے والد کے نام کے بارے میں روایات کی کثرت تائید کرتی ہے کہ بدخشاں تھا اور آپ ایران کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

لیکن آپ نے اس ظاہری نسب وحسب پر کبھی فخر نہیں کیا بلکہ اگر کبھی کسی پوچھنے والے نے آپ سے آپ کے نسب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ میں سلمان بن اسلام ہوں۔

سدیر صیرفی نے اپنے باپ سے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز اصحاب رسولؐ بیٹھے ہوئے اپنے حسب و نسب کا ذکر کر کے اس پر فخر ومباہات کر رہے تھے سلمانؓ بھی ان کے درمیان تشریف فرما تھے حضرت عمرؓ نے طنزاً آپ کی طرف مخاطب ہو کر کہا سلمان تمھاری اصل اور نسب وحسب کیا ہے آپ نے جواب دیا انا سلمان بن عبداللہ

کنت ضالاً فهدانی الله بمحمد وکنت عائلاً فاغنانی بمحمد

وکنت مملوکاً فاعتقنی الله بمحمد فهذا حسبی ونسبی یا عمر

ترجمہ:- میں سلمان خدا کے بندہ کا بیٹا ہوں میں گمراہ تھا اللہ نے اپنے حبیب محمدؐ کے ذریعہ میری ہدایت فرمائی اور میں مفلس تھا اللہ نے محمدؐ کی وجہ سے مالدار کر دیا اور میں غلام تھا اللہ نے محمدؐ کے ذریعہ مجھے آزاد کر دیا اے عمر یہ ہے میرا حسب ونسب۔ (مجالس المومنین ص۸)

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سلمانؓ سے ایک شخص نزاع ہوگئی اس نے اپنے حسب ونسب پر ناز اور سلمانؓ کی تحقیر کرنے کی غرض

سے آپ سے کہا کہ تو کون ہے اور میں کون ہوں جناب سلمانؓ نے جواب دیا کہ تیری اور میری خلقت نطفہ (گندیدہ) سے ہے اور تیرا اور میرا انجام موت ہے جب قیامت برپا ہوگی اور میزان عدل نصب کیا جائے گا تو اس دن دیکھنا جس کے اعمال کا پلہ وزنی ہوگا وہ کریم ہے اور جس کے اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا وہ لئیم (بہت زیادہ بخل کرنے والا) ہے۔ (کتاب نصائح الشیعہ)

آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے عربوں میں قومی، ملکی، لونی اور خاندانی عصبیت بہت زیادہ پائی جاتی تھی عربی غیر عربی پر فخر کرتا تھا اور قریشی غیر قریشی پر۔ رسول اسلامؐ نے اس عصبیت کو لا فخر للعربی علی العجمی ولا القریشی علی غیر قریشی ان المومنون اخوۃ کہہ کر مٹا دیا تھا صرف تقویٰ کو بزرگی اور عزت کا معیار قرار دیا تھا لیکن بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جن کے دلوں سے ایام جاہلیت کی وہ قومی و ملکی عصبیت ایمان لانے کے بعد بھی ختم نہیں ہوئی تھی جناب سلمانؓ ایسے لوگوں کا جو اسلام لانے کے بعد بھی اپنے عربی ہونے پر فخر کرتے تھے مضحکہ اڑایا کرتے تھے اور ان کے ایمان و عمل کی حقیقت کو واضح کرتے رہتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے حضرت عمرؓ سے ان کی دختر نیک اختر کے بارے میں عقد کی خواہش ظاہر کی حضرت عمرؓ نے انکار کر دیا لیکن بعد میں آپ پشیمان ہوئے اور چاہا کہ اپنی صاحبزادی کا عقد آپ سے کر دیں سلمانؓ نے کہا اب مجھے ضرورت نہیں ہے میرا مطلب تو صرف اتنا تھا کہ دیکھوں جاہلیت اور کفر کے زمانے کی عصبیت تمہارے دل سے نکل گئی ہے یا ابھی باقی ہے؟ سو معلوم ہو گیا کہ وہ تمہارے اندر ابھی موجود ہے۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱۵)

تعلیم و تربیت

آپ کے والدین کو آپ سے حد درجہ انس و محبت تھی ہر وقت اپنی نظروں کے سامنے رکھتے تھے اگرچہ آپ کے علاوہ بھی آپ سے بڑا ایک لڑکا موجود تھا (مستدرک حاکم ج ۳ صفحہ ۵۹۹) سلمان خود فرماتے ہیں کہ میں ان کو تمام خلائق میں سب سے زیادہ محبوب تھا انھوں نے مجھے گھر میں مثل لڑکیوں کے بٹھایا اور پرورش کیا تھا۔ (ترجمہ اسد الغابہ ج ۴ صفحہ ۱۷۲)

سن شعور کو پہونچنے کے بعد والدین نے آپ کو بغرض تعلیم شیراز کی ایک مجوسی درسگاہ میں داخل کر دیا اس زمانہ کے رواج کے مطابق درسگاہوں کے معلم جو موبد و راہب کہلاتے تھے ژند و اوستا[1] کے علاوہ صحف ابراہیمؑ، توریت موسیٰ اور انجیل عیسیٰؑ کی بھی تعلیم دی جاتی تھی چنانچہ جناب سلمان فارسیؓ نے ایک مدت تک شیراز کی مختلف درسگاہوں میں ان کتابوں کی تعلیم حاصل کی ان کتابوں میں چونکہ بعثت محمدی کی بشارت اور آنحضرتؐ کے فضائل و مناقب کا مفصل تذکرہ موجود تھا لہٰذا آپ کے دل میں بتائید ایزدی اسلام اور پیغمبر اسلامؐ

---

[1] اس زمانہ میں ایرانی عقائد کے مطابق یہ آسمانی کتابیں تھیں۔

کی محبت پیدا ہونا شروع ہوئی جس قدر یہ مطالعہ بڑھتا گیا اسی قدر یہ عشق ترقی کرتا گیا تا اینکہ مجوسیت سے ان کو قطعاً نفرت و بیزاری ہو گئی۔

ایک بار وہ اپنے وطن میں موجود تھے کہ ایک مجوسی عید آ گئی لوگ مذہبی رسوم ادا کرنے کے لیے عیدگاہ کی طرف جانے لگے آپ کے والد بھی قدیم دستور کے مطابق نیا لباس پہن کر چلنے کے لیے تیار ہوئے اور آپ سے بھی چلنے کے لیے کہا اول تو آپ نے چلنے سے انکار کر دیا لیکن جب زیادہ مجبور کیا گیا تو ساتھ ہو لیے جو کام دل سے نہیں ہوتا اس میں لذت بھی نہیں آتی سب لوگ عیدگاہ میں خوش خوش نظر آتے تھے مگر آپ رنجیدہ تھے ماں باپ نے ان سے کہا تم ایسا کیوں نہیں کرتے آپ نے جواب دیا میں اصل سبب تو نہیں بتا سکتا صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میرا دل ان مذموم رسوم کی ادائیگی کے قابل نہیں ماں باپ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اور جب عیدگاہ سے واپس ہوئے تو بہت کچھ ڈانٹا ڈپٹا مگر آپ کے دل پر ان کی خفگی کا کوئی اثر نہ ہوا۔

ماں باپ نے آخری حجت تمام کرنے کے لیے پھر ایک روز سمجھایا اور سرد وگرم دونوں طریقے استعمال کیے لیکن انھوں نے صفائی کے ساتھ کہہ دیا کہ میں ایسے نبی کی آمد کا منتظر ہوں جو اخلاق کریمہ اور صفات پسندیدہ کی طرف لوگوں کو دعوت دے گا اور بتوں کی پرستش سے منع کر کے اس واحد و یکتا خدا کی پرستش اور عبادت کا شوق دلائے گا جو جسم و جسمانیات اور مکان و مکانیات سے مبرا ہے میں آفتاب کو خدا سمجھ کر کبھی سجدہ نہیں کر سکتا۔ یہ جواب سنکر والدین آگ بگولا ہو گئے اور اسی روز اس برگزیدہ خدا کو ایک گھر کے کونے میں

قید کر دیا دن بھر میں صرف ایک روٹی کھانے کو اور ایک پیالہ پانی پینے کو دیا جاتا تھا جب قید کی مدت کو طول ہوا تو آپ نے رو رو کر درگاہ الٰہی میں دعا کی کنویں میں ایک نورانی بزرگ نے آکر اس مصیبت سے نجات دلائی اور ایک دیر میں لاکر چھوڑ دیا ان نورانی بزرگ کے غائب ہو جانے کے بعد آپ دیر کے اندر گئے۔ دیر کے راہب نے آپ کا نام لیکر بلایا اور وہ لوح طلب کی جو آپ کے پاس تھی۔

(دینی کہانیاں حصہ ۶ صفحہ ۲۶)

تلاش حق

جناب سلمانؓ محمدی نے روحانی کمالات اظہار اسلام سے پہلے اس حد تک حاصل کر لیے تھے کہ ایزدی تائید ان کے سر پر سایہ فگن تھی وہ بعثت آنحضرتؐ بلکہ پیدائش ظاہری سے بھی بہت پہلے آپؐ پر ایمان لے آئے تھے ان کی محبت روز بروز بڑھتی گئی آخر وہ ہنگام بھی آ ہی گیا جبکہ انھوں نے اپنے محبوب (آنحضرتؐ) کی تلاش و جستجو اور ان کی زیارت کے اشتیاق میں تمام آنے والے مصائب کا مقابلہ کرنے کے لیے کمر ہمت باندھ لی اور وطن سے غربت اور آزادی سے غلامی کے مرحلوں سے گزرتے ہوئے دیدار رسولؐ خدا کے لیے تیار ہو گئے وہ اپنے ایمان لانے کی داستان خود بیان فرماتے ہیں۔

میرے والد صاحب جائیداد اور مالک مکانات تھے انھوں نے ایک دن مجھ سے کہا اے فرزند تم دیکھتے ہو میں یہاں مشغول ہوں تم باہر کھیتوں پر چلے جاؤ لیکن وہاں ٹھہر نہ جانا کہ میں جائیداد کا خیال چھوڑ کر تمھاری فکر میں پڑ جاؤں میں کھیتوں کے دیکھنے کے لیے نکلا اور نصرانیوں کے گرجا کے پاس سے ہو کر گزرا اور وہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے میں ان کو دیکھنے لگا مجھے ان کا یہ طریقہ عبادت بہت پسند آیا اور میں نے اپنے دل میں کہا بخدا یہ ہمارے دین سے بہتر

ڈال دیا اور کہا کہ اگر تو اپنے آبائی دین سے پلٹ گیا تو ہم تجھے قتل کر ڈالیں
انھوں نے آب و طعام میرے اوپر تنگ کر دیا جب میرے اوپر یہ مصیبت آ
مدت طولانی ہوئی تو میں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان
وصی (حضرت علیؑ) کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کی کہ مجھے اس بلا سے نجات د
پس ایک شخص سفید پوش میرے پاس آیا اور کہا کہ اے روزبہ تیار ہو جا
میرا ہاتھ پکڑا اور کنوئیں سے باہر نکال لایا ایک راہب کے دیر میں لے آیا
غائب ہوگیا میں نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان عیسٰی روح اللہ و
محمد حبیب اللہ اس راہب نے کہا اے روزبہ تو میرے پاس رہا کر (معلوم ہ
کہ راہب کو بھی پہلے سے کسی غیبی طاقت نے اطلاع کر دی تھی) میں دو
اس کے پاس رہا جب وہ مرنے لگا تو مجھ سے راہب انطاکیہ[1] کے بارے میں
کی کہ میں اس کے پاس چلا جاؤں اور کہا کہ میرا اس سے سلام کہنا اور یہ
اس کو دیدینا پس میں وہاں گیا اور دو سال اس کی خدمت میں رہا جب و

---

[1] انطاکیہ روم کا ایک بہت بڑا شہر جو نہر جیجان کے کنارے واقع ہے۔ رومیوں نے اس
اللہ کا شہر قسطنگار رکھا تھا اس کو ام المدن (شہروں کی ماں) بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ ان کے
یہ پہلا شہر ہے جہاں سے دین عیسوی ظاہر ہوا ہے یہ روم کی کرسیوں میں سے ایک
جاتا ہے حبیب النجار کی مسجد اور اس کی قبر بھی اسی شہر میں ہے جس کی زیارت کے
لوگ جاتے ہیں یہ وہ قریہ ہے جہاں اللہ نے شمعون اور یوحنا کو بھیجا تھا۔
(نفس الرحمٰن)

لگا تو اس نے راہب اسکندریہ[1] کے بارے میں وصیت کی اور کہا اس کو میرا سلام کہنا اور یہ لوح اس کو دیدینا جب میں اس کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوا تو وہاں پہونچا اور صومعہ میں آیا اور اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وان عیسیٰ روح اللّٰہ وان محمد حبیب اللّٰہ علیہم السلام دو سال اس کی خدمت میں رہا جب وہ مرنے لگا تو میں نے اس سے پوچھا کہ اب تو مجھے کس کے پاس چھوڑتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں کسی سے واقف نہیں ہوں جو میرا ہم مسلک ہو البتہ ولادت محمد مصطفےٰ کا زمانہ قریب ہے جب تو ان کی خدمت میں وارد ہونا تو میرا اسلام کہنا اور یہ لوح ان کو دیدینا جب میں اس کے دفن سے فارغ ہوا تو وہاں سے چل دیا اور ایک قوم کے ساتھ رہنے لگا۔ جو بکری کو قتل کر کے اس کا گوشت کھاتے تھے اور مجھ سے بھی کھانے کے لیے کہتے تھے میں نے کہا میں مرد راہب ہوں گوشت نہیں کھاتا پھر وہ شراب پیش کرتے۔ تو میں اس کو بھی قبول نہ کرتا اس پر انھوں نے مجھے خوب مارا میں نے اس خوف سے کہ مجھے قتل نہ کردیں ایک شخص کی غلامی قبول کرلی اس نے مجھے اس قوم سے نکال کر ایک یہودی کے ہاتھ تین سو درہم میں فروخت کردیا اس یہودی نے میرا

---

[1] اسکندریہ مصر کا قاہرہ کے شمال مغرب کی سمت دریا کے کنارے مشہور شہر ہے اس کو قیلقوس یونانی نے تعمیر کرایا تھا اس میں ایک منارہ تھا جو دنیا کی سنگ مرمر کی سات مشہور عمارتوں میں سے ایک تھا اور جو دریا کے سفر میں سو میل کے فاصلہ سے دکھائی دیتا تھا۔
(قصص الرحمٰن مولفہ علامہ نوری)

قصہ معلوم کیا تو میں نے اس سے کہا کہ میرا سوائے اس کے اور کوئی قصور نہ
ہے کہ میں محمدؐ اور ان کے وصیؑ (علیؑ) کا دوست ہوں یہودی نے یہ سن کر کہا
. تیرا اور محمدؐ دونوں کا دشمن ہوں اس نے مجھے اپنے گھر کے دروازہ کے با
نکال دیا جہاں ریت کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ اس
کو صبح تک یہاں سے اٹھا کر پھینک دے ورنہ میں قتل کردوں گا۔ میں
رات بھر اسے اٹھایا مگر ختم نہ ہوا میں نے اللہ سے دعا کی ناگاہ ایک آ
آئی اور اس ریت کو اڑا لے گئی جب یہودی نے صبح کو دیکھا تو کہا تو جا
ہے میں تجھ سے ڈرتا ہوں اس شخص نے مجھے ایک عورت کے ہاتھ جس کا
حیسہ تھا (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۳۷) فروخت کر دیا اس کا ایک
تھا اس نے اس کی نگرانی میرے سپرد کی ایک دن سات آدمی یہاں آ
جن کے سروں پر ابر سایہ فگن تھا ایک حضرت محمد مصطفیٰؐ دوسرے علی م
تیسرے ابوذرؓ چوتھے مقدادؓ پانچویں عقیلؓ چھٹے حمزہؓ اور ساتویں زیدؓ

میں نے ان کے سامنے کچھ خرمے رکھے اور کہا یہ صدقہ ہے پس رسول
اصحاب کو سوائے علیؑ ابن ابی طالب کے کھانے کا حکم دیا سب نے ان کو کھ
لیکن آپؐ اور آپ کے بھائی نے چھوا تک نہیں پھر میں نے ایک طبق خر
کا پیش کیا اور کہا یہ ہدیہ ہے وہ انھوں نے بسم اللہ کہہ کر کھا لیے میں نے
دل میں کہا دو علامتیں تو (ابر کا سایہ فگن ہونا اور صدقہ حرام ہونا) ظاہر
اب میں تیسری علامت کی تلاش میں حضرت کے پیچھے آیا آپ نے فرمایا
روزبہ کیا مہر نبوت کی تلاش ہے یہ فرما کر آپ نے اپنے شانے کھول د

میں نے مہر نبوت کی زیارت کر لی۔ آپ کے قدموں پر گر پڑا اور آپ کا دین قبول کر لیا آنحضرت نے مجھ سے فرمایا کہ تم اپنی مالکہ کے پاس جا کر کہو کہ محمدؐ بن عبداللہ پوچھتے ہیں کہ تم اپنے غلام کو فروخت کرنا چاہتی ہو میں نے اپنی مالکہ کے پاس جا کر آپ کا پیغام پہونچایا اس نے جواب دیا میں چار سو درخت خرما پر فروخت کر سکتی ہوں جن میں دو سو ایسے ہوں جن پر سرخ رنگ کے خرمے آئیں اور دو سو ایسے ہوں جن پر زرد رنگ کے خرمے اتریں میں نے آپ کو آکر مطلع کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے آپ نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ اے علیؑ چار سو گٹھلیاں جمع کر کے ان کو بو دو اور سیراب کر دو۔ حضرت علیؑ نے حکم کی تعمیل کی درخت خرما فوراً ہی جوان ہو کر پھل دینے لگے آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اب جا کر اس سے کہو کہ تیری خواہش پوری ہو گئی اب ہماری چیز ہمارے حوالہ کر اس نے آکر کہا کہ میں اس وقت تک فروخت نہ کروں گی جب تک یہ خرمے زرد رنگ کے نہ ہو جائیں پس جبرائیل امین آئے اور اپنے پروں سے درختوں کے پھلوں کو مس کیا وہ فوراً زرد رنگ ہو گئے اس عورت نے کہا مجھے محمدؐ اور تجھ سے زیادہ یہ خرمے کے درخت پسند ہیں اور میں نے کہا مجھے آج تجھ سے اور دنیا کی ہر چیز سے محمدؐ زیادہ محبوب ہیں پس رسول نے مجھے آزاد کر دیا اور میرا نام سلمان رکھ دیا۔ (ابن شہر آشوب۔ جلد ۱۱ ر ۱۲)

جناب سلمانؓ کے عشق رسولؐ میں وطن چھوڑنے اور ایمان لانے والی روایت کو ہم نے دو کتابوں کے حوالہ سے نقل کیا ہے پہلی روایت نہ صرف اسد الغابہ بلکہ اہلسنت کی تمام کتابوں میں اسی طرح نقل کی گئی ہے جن میں صحابہ

فی تمیز الصحابہ، استیعاب اور طبقات ابن سعد قابل ذکر ہیں روایت جناب عباس سے نقل کی گئی ہے اور دوسری روایت مناقب ابن شہر آشوب کے علاوہ تمام شیعہ کتب حیات القلوب نفس الرحمٰن فی فضائل سلمان، بحار، اکمال الدین، روضۃ الواعظین وغیرہ میں بھی اسی طرح درج ہے۔

چند باتوں میں اختلاف ہے (۱) کتب اہل سنت میں اس لوح کا تذکرہ نہیں ہے جس میں آنحضرتؐ کی نبوت کی پیشین گوئی تھی (۲) محبت رسولؐ کے ساتھ وصی رسول کا تذکرہ نہیں ہے جو تمام شیعہ کتب میں موجود ہے (۳) اہل سنت میں ہے کہ آپ نے چندہ کر کے آپ کو آزاد کرایا اور کتب شیعہ میں ہے کہ آپ نے باغ اور درخت خرما لگائے اور قیمت ادا کی (۴) اسد الغابہ اور دیگر اہل سنت کی کتابوں میں ہے کہ آپ مدینہ میں ایمان لائے اور مناقب اور شیعہ کتابوں میں ہے کہ آپ نے مکہ میں اظہار اسلام فرمایا۔

مجھے یقین ہے کہ ناظرین کے لیے اب وجہ اختلاف معلوم کرنے میں سہولت ہوگی چونکہ تاریخیں ان حکومتوں کے اشاروں پر لکھی گئیں جو علیؑ اور اولادِ علیؑ کی دشمن تھیں ان کی یہ کوشش رہی کہ جہاں بھی علیؑ اور اولادِ علیؑ کی کوئی فضیلت ظاہر ہوتی ہو اس کو مٹا دیا جائے چنانچہ سلمانؓ کے ایمان لانے کے واقعہ کو بھی توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا تاکہ فضیلت علیؑ پر پردہ ڈال دیا جائے اور لوح کے تذکرے کو حذف اور مدینہ میں ایمان لانے کو اس لیے بیان کیا گیا کہ لوگوں کی سبقت ایمانی باقی رہے۔

اسلامی سبقت

مورخین نے سلمانؓ کے مدینہ میں ایمان لانے کی حکایت اس لیے وضع کی کہ آپ کا اگر مکہ میں ایمان لانا بیان کیا جاتا تو پھر لوگوں کی سبقت اسلامی پاش پاش ہو جاتی حالانکہ شیعہ سنی اختلاف کے باوجود بھی امیر المومنین علیؑ کے بعد سبقت سلمان ہی کو حاصل رہتی ہے فرق اتنا ہی رہتا ہے کہ شیعہ کتب میں ہے کہ وطن ہی میں آپ غائبانہ ایمان لے آئے تھے اور سنی کتب میں ہے کہ عموریہ کے راہب جو آخری راہب تھا اس کی وصیت کے بعد سے آنحضرتؐ کی محبت و الفت آپ کے دل میں پیدا ہو گئی تھی مگر یہ زمانہ بھی آنحضرت کی ولادت سے پہلے کا ہے۔

درحقیقت جناب سلمانؓ نے خدمت پیغمبرؐ میں حاضر ہو کر اسلام قبول نہیں بلکہ اظہار اسلام کیا ہے آپ کو سرکار دو عالم کی نبوت و رسالت کا یقین قبل ولادت ہی اتنا تھا کہ لوگوں کو اسلام قبول کرنے کے بعد بھی حاصل نہ ہو سکا آپ کی شخصیت وہ عظیم شخصیت ہے جس نے کبھی رسولؐ اسلام کی نبوت و رسالت میں بعثت سے پہلے بھی شک نہیں کیا در آنحالیکہ لوگوں کو آپ کے مبعوث ہو جانے اور معجزات دیکھنے کے بعد بھی بار بار شک ہوتا رہا آپ اظہار اسلام

سے پہلے ہی آنحضرتؐ کے سچے عاشق اور دین الٰہی کے سچے پیرو تھے آنحضرت
کی محبت ہی نے ان کو وطن چھوڑنے پر مجبور کیا تھا وہ (ظاہراً) وہ ایمان لانے
سے پہلے ہی ایمان کی اس منزل پر فائز تھے کہ بارگاہ صمدی میں ان کی دعا
قبول ہوتی تھی اور رد نہ کی جاتی تھی۔

شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری نے لکھا ہے کہ آپ قبل بعثت
مکہ معظمہ تشریف لائے اور جب آنحضرتؐ مبعوث برسالت ہوئے تو خدمت
میں وارد ہوکر مشرف باسلام ہوئے۔

بعض مورخین نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ آپ نے اول بعثت
آنحضرتؐ سے ملاقات کی حالانکہ یہ انکار آپ کے حالات سے ناواقفیت
ہے۔ قرآن مجید اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ جب کفار قریش نے آنحضرت
کے بارے میں یہ کہنا شروع کیا کہ سلمانؓ آپ کو تعلیم دیتے ہیں تو خدا نے
رد میں یہ آیت نازل فرمائی انما یعلمہ بشر لسان الذی یلحدون الیہ
اعجمی وھذا لسان عربی مبین۔

قاضی بیضاوی اور ان کے علاوہ جمہور مفسرین نے اس آیت کے محل
میں جناب سلمان فارسی کو لیا ہے بغیر آپ کو مانے ہوئے ان کا شبہ نکلنا
ہوتا۔ (مجالس المومنین صـ)

علامہ طبریؒ نے بھی آیت انما یعلمہ بشر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد
سلمان فارسی ہیں وہ مشرکین کہتے تھے کہ قصص کی تعلیم رسول خدا کو معاذ اللہ
سلمان نے دی ہے امام رازی اور دوسرے مفسرین نے بھی یہی لکھا ہے

جناب سلمان بعثت سے پہلے مکہ آگئے تھے کفار قریش آنحضرت پر تہمت لگاتے تھے کہ جو کچھ بھی آپ ماضی کی خبریں اور کلام الہی سناتے ہیں وہ سلمان سے سیکھتے ہیں پس اس کی رد خدا نے اس آیت سے کی ہے لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی وھذا لسان عربی مبین (نفس الرحمٰن)

اور عبداللہ بن عفیف نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ سلمان بعثت سے پہلے مکہ آگئے تھے اور دین حق کی تلاش میں تھے جب آپ مبعوث ہوئے تو خدمت میں وارد ہو کر مشرف با سلام ہوئے اور جب آنحضرتؐ نے آپ کو علم و عمل اور اصابت رائے میں کامل پایا تو ان سے مشورہ کیا کہ دعوت اسلام کی ابتدا کس شخص سے کریں اس سے آنحضرت کی غرض صرف یہ تھی کہ سلمانؓ کا مافی الضمیر معلوم ہو جائے۔ آپ نے عرض کی کہ ابتدا ابو فصیل عبدالعزیٰ سے کیجئے جو ابو قحافہ کا بیٹا ہے اور جو عربوں میں تعبیر خواب میں شہرت رکھتا ہے عرب تعبیر خواب کو غیب کی ایک قسم سمجھتے ہیں اور اس پر اعتماد تمام رکھتے ہیں اس کے علاوہ وہ شخص عربوں کی تاریخ اور انساب و وقائع سے با خبر ہے نیز ان کے بچوں کا معلم بھی ہے وہ لوگ اپنے معاملات میں مشورت کرتے ہیں اور اس کے وسوسوں کا ان کے دلوں پر اثر ہے۔ اگر یہ شخص آپ کے ہاتھوں مسلمان ہو گیا اور آپ کی رسالت پر ایمان لے آیا تو آپ کی نبوت کی آواز تمام عرب میں گونج اٹھے گی ان اعرابوں کے دل نرم پڑ جائیں گے اور ہدایت کے لیے مستعد ہو جائیں گے اور اگر کسی دوسرے شخص سے ابتدا کریں گے تو دشمنی ہو جائے گی۔ جب یہ رائے حضرت امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب

اور جناب ابو طالبؑ کے سامنے پیش ہوئی تو انھوں نے بھی سلمانؓ کی رائے سے اتفاق کیا آنحضرتؐ نے حضرت ابو بکرؓ سے ملاقات کی اور تدریجاً تالیف قلب کر کے انھیں اپنی طرف مائل کر لیا اور ان کے نام ابو الفصیل اور عبد العزیٰ کو تبدیل کر کے ابو بکر و عبد اللہ رکھا۔ آنحضرت ہمیشہ اصحاب کے مجمع میں فرمایا کرتے تھے ماسبقکم ابوبکر بصوم ولا صلوٰۃ ولکن بشیئ وقر فی صدرہ ابوبکر نے تم پر روزہ و نماز کے سبب سبقت نہیں کی اس کی سبقت سبب ایک شئے کے تھی جس کا وقار اس کے دل میں بیٹھا ہوا تھا مراد حضرت کی محبت ریاست تھی (مجالس المومنین ص۸۷/۸۸)

یہ ہے حضرت ابو بکر کے سابق الاسلام ہونے کی حقیقت جس پر لوگوں کو بڑا ناز ہے اور یہ ہے جناب سلمان فارسی کی اسلامی سبقت کہ آنحضرت فرماتے ہیں ما کان سلمان مجوسیاً ولکنہ کان مظہر للشرک ومبطنا للایمان سلمان کبھی مجوسی نہیں تھے بلکہ وہ ظاہر میں مشرک اور باطن میں مومن تھے علامہ صدوقؒ نے اکمال الدین میں کہا ہے کہ سلمان روئے زمین پر طلب حجت میں پھرتے رہے ایک عالم سے دوسرے عالم اور ایک فقیہہ سے دوسرے فقیہہ سے مختلف علوم میں بحث اور اخبار سے استدلال کرتے تھے چار سو برس سے قیام قائم سید الاولین و آخرین حضرت محمد مصطفےٰ کے منتظر تھے یہاں تک کہ آپ کو ان کی ولادت کی بشارت دی گئی۔

ایک روز کسی شخص نے حضرت امیر المومنینؑ سے جناب سلمانؓ کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا اس کامل الایمان کا کیا کہنا اس کی طینت

ہماری طینت سے ہے اور اس کی روح ہماری روح سے ہے خدا نے اس کو اول و آخر اور ظاہر و باطن کے علم سے مختص فرمایا ہے اسے شخص ایک دن میں خدمت رسول خدا میں حاضر ہوا سلمان بھی اس وقت موجود تھے ایک مرد عرب آیا اور ان کو ان کی جگہ سے ہٹا کر بیٹھ گیا حضرت رسول خدا کو غیظ آگیا فرمایا اے شخص تو نے اس شخص کو ہٹایا ہے جس پر جبرئیل امین خدا کا سلام میرے پاس لاتے ہیں تو نہیں جانتا سلمان ہم سے ہے جس نے اس پر ظلم کیا اس نے ہم پر ظلم کیا جس نے اسے اٹھایا اس نے مجھے اٹھایا جس نے اس کو اپنے پاس بٹھایا اس نے مجھے اپنے پاس بٹھایا اسے عرب سلمان کے بارے میں دھوکا نہ کھا خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں سلمان کو لوگوں کی موت کے اوقات اور ابتلاآت سے آگاہ کر دوں اور وہ امور تعلیم کر دوں جو حق کو باطل سے جدا کرتے ہیں اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ میرا یہ خیال نہیں تھا کہ سلمان ایمان کے اس درجہ پر فائز نہیں ہیں بلکہ صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ پہلے مجوسی (آتش پرست) نہیں تھے، فرمایا اے عرب تو عجیب عقل کا آدمی ہے مجھ سے برابر سلمان کے فضائل بیان کر رہا ہوں اور تو یہی کہے جا رہا ہے کہ سلمان مجوسی تھے اور بے عقل وہ مجوسی نہ تھے بلکہ شرک کو تقیہ کے طور ظاہر کرتے اور ایمان کو پوشیدہ رکھتے تھے (حیات القلوب ج ۲ صفحہ ۶۱)

سید المتالہین حیدر بن علی الآملی نے کتاب کشکول میں فرمایا ہے کہ جناب سلمان آنحضرت کی جستجو کرتے ہوئے مکہ تک پہونچے اور مشرف باسلام ہو کر زمرہ مہاجرین میں شامل ہو گئے تھے (مجالس المومنین صفحہ ۸۷)

ناسخ التواریخ گزیدہ میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا انا سابق العرب وصہیب سابق الروم وسلمان سابق الفرس وبلال سابق الحبش۔ سابقین اسلام چار ہیں میں عرب میں صہیبؓ روم میں سلمانؓ فارس میں اور بلال حبش میں۔

آپ وصی عیسیٰ تھے۔ سلمان نے کبھی سورج کو سجدہ نہیں کیا بلکہ وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہتے تھے ان کی نماز کے لیے مشرق کی سمت قبلہ قرار دی گئی تھی ان کے والدین یہ سمجھتے تھے کہ وہ سورج کو سجدہ کر رہے ہیں حالانکہ ایسا نہ تھا وہ جناب عیسیٰ پیغمبر کے وصی تھے آپ کی وصایت اس طرح کی تھی جیسے پیغمبر اسلام نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں جناب ام سلمہ کو وصی بنایا تھا[عہ] اور امام حسین نے اپنی بیٹی جناب فاطمہ کبریٰ یا بروایت دیگر اپنی نانی جناب ام سلمہ کو امام زین العابدین علیہ السلام کے حق میں اپنی جانب سے وصی قرار دیا تھا کہ یہ تبرکات میری شہادت کے بعد میرے فرزند زین العابدین کو پہونچا دینا جس طرح جناب ابوطالبؑ وصی ابراہیمؑ واسمٰعیلؑ تھے یعنی وہ ان کی کتابوں کے محافظ تھے جناب سلمانؓ کی وصایت بھی ایک امر خاص میں تھی اور وہ محمل لوح اور سلام نبی آخر الزماں تک پہونچانا تھا اور ایک وقت میں بہت سے وصی ہو سکتے ہیں۔ (نفس الرحمٰن فی فضائل سلمان)

عہ اس وصایت کے تفصیلی حالات دیکھو ہماری کتاب "ام سلمہ"

اسلام میں غلامی کا تصور

(مسلمانؐ کے مراتب کی روشنی میں)

اسلام سے قبل عرب بلکہ پوری دنیا میں غلامی کا رواج عام تھا اسلام نے اس کو یک لخت تو ختم نہیں کیا مگر غلامی کے سدباب کے لیے وہ حکیمانہ تدابیر پیش کیں جن سے رفتہ رفتہ غلامی کا خاتمہ ہو جائے اسلامی فقہ میں جگہ جگہ غلاموں کو آزاد کر دینے کے احکامات اور ان کے بجا لانے پر بیش قیمت ثواب و اجر دئے جانے کا وعدہ کیا گیا (روزہ وغیرہ کے کفارہ میں غلام آزاد کرنے کا حکم موجود ہے)

رسولؐ اسلام کی بیش بہا احادیث ہیں جن میں غلاموں کی آزادی پر ثواب دئے جانے کا وعدہ ہے اگر ان پر کوئی شخص عمل کرے تو وہ یقیناً غلام آزاد کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔ معصوم کا ارشاد ہے کہ جس نے ایک غلام آزاد کیا گویا اس نے ایک نفس کو زندہ کیا اس کے بعد بھی کیا کوئی حق رکھتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ اسلام غلامی چاہتا ہے اگر اس کے بعد بھی کوئی شخص اسلام پر یہ الزام رکھتا ہے کہ وہ غلامی کا حامی ہے تو یہ مذہب اسلام کی حقیقت سے ناآشنائی کا نتیجہ ہو گا۔ اسلام کی تو بنیاد ہی حریت و آزادی پر رکھی گئی ہے

سب سے پہلے ذرا کلمہ توحید ہی پر نظر کرلی جائے اس میں ایسی بات کا اقرار
ہے کہ انسان صرف خدا کا غلام ہے اس کے علاوہ دنیا کی کسی طاقت کو اس
اوپر تسلط و اقتدار کا کوئی حق نہیں ہے۔
مسلمان کو غلام بنانے کا حق کسی کو نہیں ہے اس دعویٰ کے ثبوت میں جناب
سلمان محمدی کے اظہار اسلام کا واقعہ کافی ہے آپ زر خرید غلام ہی تو تھے
رسولؐ نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا تھا۔
اسلام ہی دنیا کا وہ واحد مذہب ہے جس میں عزت و بزرگی کا مستحق صرف
اس شخص کو قرار دیا گیا جو متقی و پرہیزگار ہو جو جتنا احکامات اسلامی کا پابند
ہوگا اتنا ہی زیادہ با عزت سمجھا جائے گا خواہ وہ زر خرید غلام ہی کیوں نہ
جیسا کہ عرض کیا گیا سلمان غلام تھے مگر واہ رے سلمانؓ کی فرض شناسی جس
ہماری جانیں قربان۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ایمان کے دس درجے ہیں اور سلمان
ان سب پر فائز ہیں۔
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایمان کے دس درجے ہیں مقداد
آٹھ درجوں پر ابوذرؓ نو درجوں پر اور سلمانؓ دس درجوں پر فائز ہیں۔
بارگاہ نبوی میں آپ کو وہ تقرب حاصل تھا جس پر اکثر لوگوں کو رشک
تھا آپ صحابہ کرام کے اس مخصوص زمرہ میں تھے جس کو پیغمبر اسلام سے خاص
قربت حاصل تھی۔ (اہل کتاب صحابہ و تابعین) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ
سلمانؓ کی شب کی تنہائی کی صحبت آنحضرتؐ کے پاس اتنی طولانی ہوتی
سو ہم لوگ (ازواج) کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں ہماری باری کی رات

اسی نشست میں نہ گذر جائے۔

(ترجمہ اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۴۹ اہل کتاب صحابہ و تابعین ص ۱۱۱)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہماری طینت علیین سے خلق ہوئی اور ہمارے شیعوں کی طینت کو اس سے ایک درجہ پست کر کے پیدا کیا گیا سلمانؓ ہمارے شیعوں میں سے ہے اور سلمانؓ لقمانؑ سے بہتر ہیں۔

ایک دن جناب سلمانؓ خدمت پیغمبر میں حاضر تھے کہ ایک یہودی عالم عبداللہ بن صوریا بھی وہاں آ گیا اور باتوں باتوں میں بگڑ کر کہنے لگا ملائکہ میں جبرئیل ہمارا دشمن ہے آپ نے فرمایا جو جبرائیل کا دشمن ہے وہ میکائیل کا دشمن ہے اور جو ان دونوں کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے خدا نے اس قول کی تصدیق میں دو آیتیں نازل فرمائیں۔

(۱) قل من کان عدواً لجبرائیل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ مصدقاً لما بین یدیہ وھدی وبشری للمومنین۔ اے رسول کہہ دو کہ جو جبرائیل کا دشمن ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ وہ اللہ کے حکم سے اس قرآن کو تمہارے دل پر اتارتا ہے جو ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں اور مومنوں کو ہدایت کرنے والا اور بشارت دینے والا ہے۔

(۲) من کان عدواً للہ وملائکتہ ورسلہ وجبرائیل ومیکائیل فان اللہ عدو للکافرین جو شخص اللہ اور اس کے ملائکہ اور مرسلین اور میکائیل کا دشمن ہے تو اللہ بھی کافروں کا دشمن ہے۔

جب حضرتؐ پر یہ آیتیں نازل ہوئیں تو جناب سلمانؓ سے فرمایا اے سلمان خدا نے تمہارے قول کی تصدیق کی اور تمہاری رائے کو صائب قرار دیا۔ اے سلمانؓ جبرائیل نے مجھکو خبر دی ہے کہ سلمانؓ و مقدادؓ دو دوست ہیں اس شخص کے جو تم کو اور علیؑ کو دوست رکھتا ہے اور دشمن ہیں اس کے جو ان کو دشمن رکھتا ہے۔ اگر سلمانؓ و مقدادؓ کو اہل زمین اتنا دوست رکھیں جتنا ملائکہ و کرسی و عرش دوست رکھتے ہیں تو خدا اہل زمین میں سے کسی کو معذب نہ کرے۔ (تفسیر امام حسن عسکریؑ بر حاشیہ تفسیر قمی صنہ۱۶)

آنحضرتؐ فرمایا کرتے تھے کہ اگر دین ثریا پر بھی ہوگا تب بھی سلمانؓ اس کو پالیں گے آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میرے خدا نے مجھے چار شخصوں کے دوست رکھنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ بھی ان چاروں کو دوست رکھتا ہے وہ حضرت علیؑ، ابوذرؓ، مقداد اور سلمانؓ ہیں صواعق محرقہ صنہ۲

حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ سلمان مثل لقمان حکیم کے ہیں آنحضرت فرماتے ہیں جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے اور وہ علیؑ، عمارؓ، سلمانؓ ہیں۔

(صواعق محرقہ صنہ۴)

انس بن مالک سے روایت ہے کہ جنت چار شخصوں کی مشتاق ہے علیؑ، مقدادؓ، عمارؓ اور سلمانؓ (حلیۃ الاولیا، جزء اول صنہ۱۹)

مذہب اسلام ہی فقط وہ مذہب ہے جو کسی کے دنیاوی جاہ و حشم سے مرعوب نہیں ہوتا ہاں اگر کوئی ایمان کی دولت اور عمل کا سرمایہ دار ہے تو

اس کی نظر میں عزت و بزرگی کا زیادہ حقدار ہے جناب سلمانؓ کا یہ واقعہ اس کا بین ثبوت ہے حضرت سلمان جو بڑے معزز و مقرب بارگاہ صحابی تھے ان کے پاس ایک اونی چادر تھی اسی سے سب کام لیتے تھے ضرورت کے وقت اسی میں کھانا بھی باندھ لیتے اسی کو اوڑھتے بھی کئی ایک دن یہی چادر اوڑھے ہوئے آنحضرتؐ کے پاس بیٹھے تھے گرمی کے دن تھے پسینہ سے چادر تر تھی ایک یہودی عیینہ بن حصین آپ سے ملنے آیا تو اسے حضرت سلمان کی چادر کی بو بری معلوم ہوئی بیساختہ بول اٹھا جب میں آیا کروں تو ان لوگوں کو ہٹا دیا کیجئے۔ اس بنا پر یہ آیت نازل ہوئی واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہٗ ولا تعد عینٰک عنھمؕ ترید زینۃ الحیٰوۃ الدنیا ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھوٰہ وکان امرہ فرطا (الکھف ع ١٦)

اے رسول جو لوگ اپنے پروردگار کو صبح و شام یاد کرتے ہیں اور اسی کی خوشنودی کے خواہاں ہیں ان کے ساتھ تم خود بھی اپنے نفس پر صبر کرو اور ان کی طرف سے اپنی نظر (توجہ) نہ پھیر لو کہ تم دنیا میں زندگی کی آرائش چاہنے لگو اور جس کے دل کو ہم نے (گویا خود) اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے پڑا ہے اور اس کا کام سراسر زیادتی ہے اس کا کہنا ہرگز نہ ماننا۔

مشارق الانوار میں یہ حدیث مرسل بیان کی گئی ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تم میں سب سے زیادہ اللہ کی معرفت سلمانؓ کو حاصل

سیدالسلمیٰ نہیں جانتے تھے بلکہ ان کی نظر میں ابوسفیان سید السلمیٰ تھے ج
دین وایمان کا ابتک کوئی ٹھکانا نہیں ملتا۔ حضرت ابوبکر ان کو سید
کہتے تھے۔ حضرت ابوبکر کی منزلت، وقعت اور وقار بھی سرکار رسالت کی
میں اس روایت سے ظاہر ہے۔ آپ نے صاف صاف فرما دیا کہ یہ وہ جما
ہے سلمان وغیرہ جس کی ناراضگی سے خداوند عالم حضرت ابوبکر سے نا
ہوا اور کوئی پاس حرمت ان کی سابق الاسلامی ومعیت غار، ہجرت و
واحدیت و رضوانیت وغیرہ وغیرہ نہیں کیا اور آپ کی صدیقیت صحابہ کی
جماعت کے مقابلہ میں بالکل ملحوظ نہیں ہوئی۔

تاریخ اصحاب میں ہے کہ سلمان سردار صحابہ تھے۔
(تاریخ اصحاب قلمی ص ۳۵۶)

اسلام میں عمل کی اہمیت

اہلبیت کی خاندان اہلبیتؑ میں شمولیت

مذہب اسلام جو دنیا کے لیے پیغام امن و سلامتی لیکر آیا تھا آج خود اس کے ماننے والوں میں بد امنی پھیلی ہوئی ہے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خون کا پیاسا ہے ایک خاندان دوسرے خاندان کو تباہ کر دینے پر آمادہ ہے ایک ملک دوسرے ملک کے مال و دولت پر نظریں جمائے بیٹھا ہے آخر کوئی بتا سکتا ہے کہ اسلام جس بیماری کو دور کرنے کے لیے معالج کی حیثیت سے ظاہر ہوا تھا اب وہ خود اس مرض میں مبتلا کیوں ہوا؟

اس کا مختصر سا جواب یہ ہے کہ بد امنی اور فتنہ و فساد کا اصل سبب جذبہ منافرت ہے اور نفرت پیدا ہوتی ہے امتیاز باہمی سے اسلام جس امتیاز باہمی کا خاتمہ کر رہا تھا آج مسلمانوں نے پھر اس کو اپنا لیا ہے نتیجہ میں وہ دنیا کی پست سے پست قوم بن کر رہ گئے ہیں

امتیاز اگر انفرادی ہوگا تو افراد میں جذبہ منافرت پیدا ہوگا اور اگر اجتماعی ہوگا تو جماعتوں سے نفرت پیدا ہو جائے گی جس کے باعث جماعتیں آپس میں برسرپیکار ہوں گی جو دو ملکوں کے آپس میں جنگ کا سبب بنے گی۔

آپ نے فخر کیا اس بات پر کہ میں سید ہوں۔ آل رسول ہوں لہذا میں غیر سادات سے بہتر ہوں بس امتیازی جذبہ کے جنم لیتے ہی دوسرے کی پستی اور پھر اس سے نفرت کا خیال پیدا ہوگا جو آپس میں ٹکراؤ کا سبب بنے گا عرب قوم کو فخر ہے کہ ہم دنیا کی معزز ترین قوم ہیں صرف اس لئے کہ آنحضرتؐ ہمارے ملک میں پیدا ہوئے اور خانہ کعبہ ہمارے ملک میں ہے جو دنیا کے مسلمانوں کا قبلہ ہے لہذا ہمارے مقابلہ میں سب مسلمان پست ہیں اب مسلمان ملکوں میں نفرت پیدا ہوگی جس کا لازمی نتیجہ تصادم ہے اور جنگ کا لازمی نتیجہ بے عملی ہے چونکہ جو دماغ جنگی تدابیر میں صرف ہو رہا ہے وہ کسی دوسری طرف غور کر ہی نہیں سکتا۔

قرآن اس امتیاز باہمی سے انسانی معاشرہ کو پاک کرنے کے لیے یہ پیغام لیکر آیا تھا انا خلقنا کم من ذکر وانثیٰ وجعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفوا ہم نے تم کو مرد اور عورت کی صورت میں پیدا کیا اور مختلف خاندانوں اور قبیلوں میں اس لیے قرار دیا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لو یعنی ناموں کے مشترک ہونے کی وجہ سے شبہ نہ ہو ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم لیکن تم میں سب سے زیادہ بزرگ اور باعزت وہی شخص ہے جو سب سے زیادہ فرض شناس ہو۔ مسلمانوں نے اس پیغام کو بھلا دیا اور پھر ایام جاہلیت کی اس عصبیت کی طرف پلٹ گئے جو ان کی پستی اور ذلت کا سبب تھی اس طرح انھوں نے بذات خود عملی ترقی کے راستوں کو بند کر لیا ہے اور عملی حیثیت سے بے حس سے بنتے چلے جا رہے ہیں۔

پیغمبر اسلامؐ نے ملکی اور خاندانی امتیاز کو یہ کہکر باطل کر دیا تھا کہ عرب کے رہنے والے کو عجم والے پر اور قریشی کو غیر قریشی پر کوئی فخر نہیں ہے نہ صرف قولاً بلکہ عملاً بھی۔

جناب سلمان ملک فارس کے رہنے والے تھے لیکن اتنا قریب کیا کہ سلمان منا اھل البیت (سلمان ہم اہلبیتؑ سے ہیں) کہدیا آپ ایمان لانے کے بعد انما المومنون اخوۃ کے رشتہ میں منسلک ہوئے اور عملی سبقت حاصل کر کے مشیر مقصد رسالت اور شریک خاندان ہو گئے۔

سلمان منا خاص ہے فرمان احمدی
داخل ہیں اہلبیتؑ میں سلمان فارسی

جناب سلمان نے اگرچہ ڈھلی عمر میں اظہار اسلام کیا تھا لیکن پھر بھی وہ اسلامی فوج کے ایک نامور سپاہی تھے ہجرت کے بعد جب غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ ہر معرکہ میں پیش پیش رہے کبھی اپنے کو میدان کارزار میں جانے سے بچایا نہیں، کبھی دشمنوں کی کثرت کو دیکھ کر گھبرائے نہیں، جب اسلامی فوج کوچ کرتی اور سواریوں کی کمی ہوتی تو یہ بوڑھا مگر جوان ہمت مجاہد میلوں پا پیادہ چلنے کے لیے تیار ہو جاتا نہ بھوک کی شکایت نہ پیاس کا گلا نہ تھکاوٹ کا احساس نہ تعب کا غم، ایمانی جوش میں جو قدم اٹھتا آگے ہی کو اٹھتا۔

چونکہ بہت سی سلطنتوں کے تجربے آپ کے سامنے تھے لہذا جنگی معاملات میں آپ کی رائے نہایت صائب ہوتی تھی چنانچہ ۵ھ کے ابتدائی ماہ صیام میں کفار قریش مع یہودیوں کے دس ہزار افراد پر مشتمل لشکر لیکر مسلمانوں کے

مقابلہ کی غرض سے جانب مدینہ روانہ ہوئے تو خداوند عالم نے جبرائیل کے ذریعہ
اس لشکر کے آنے کی خبر اپنے رسول کو دی اور اس امر میں اپنے اصحاب سے
مشورہ کرنے کا حکم دیا۔ آنحضرتؐ نے اصحاب کو جمع کر کے کفار قریش اور یہودیوں
کے دس ہزار لشکر آنے کی خبر دی اور اس امر میں مشورہ فرمایا اصحاب یہ سن کر
دم بخود رہ گئے لیکن جناب سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم اہل فارس کا
دستور ہے کہ اگر دشمن قوی ہمارے ملک پہ حملہ کرے تو ہم شہر کے چاروں طرف
خندق کھود کر اپنی حفاظت کرتے ہیں لہذا اگر آپ بھی مدینہ کے چاروں طرف
خندق کھود ڈالیں تو زیادہ بہتر ہے جبرئیل نے بھی یہ رائے آپ کی پسند کی رسول
نے اپنے اصحاب کو شہر مدینہ کے چاروں طرف خندق کھودنے کا حکم دیا اور خود
بنفس نفیس بھی خندق کھودنے میں مشغول ہوئے ہر قبیلہ اور جماعت کو زمین تقسیم
کر دی گئی اور خندق کھودنے کی تاکید کی۔

مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ سلمان ایرانی ہونے کی وجہ سے خندق کے
طریقہ سے واقف تھے انھوں نے رائے دی کہ کھلے میدان میں نکل کر مقابلہ کرنے
میں مصلحت نہیں ایک محفوظ مقام میں لشکر جمع کیا جائے اور گرد خندق کھود دی
جائے خندق دراصل فارسی کندہ کا معرب ہے جس کے معنی کھودے گئے کے ہیں
کاف رخ اسے اور ہائے ہوز (قاف) سے بدل گئی ہے جس طرح پیادہ سے بیدق
ہو گیا ہے تمام لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور خندق کھودنے کے آلات مہیا
کیے گئے۔ (سیرۃ النبی ج ۲ ص۲۱۲) ہر دس آدمیوں پہ چالیس گز خندق مقرر تھی
مگر یہ سلمان تھے جو اکیلے دس آدمیوں کے برابر کام کر رہے تھے آپ کی یہ ہمت نظر

کرنے کے قابل نہیں کہ خندق کھد رہا تھا تو اس کے کھودنے میں آپ نے بہت زیادہ حصہ لیا مزید برآں جب کوئی سپاہی کھودتے کھودتے تھک جاتا تو آپ اس سے فرماتے تم ذرا دیر دم لے لو میں تمھارے بدلے کھودتا ہوں بہت کم لوگ ایسے تھے جن کو آپ نے مدد نہیں دی اس محنت ومشقت اور عالم پیری کے ساتھ اتنا اضافہ اور کر لیجئے کہ آپ روزہ سے تھے لیکن کیا ممکن جو حرف شکایت زبان پر آجاتا یہ تھے اسلام کے سچے غازی اور سرفروش سپاہی جن کی حمایت پر اسلام کو ناز ہے۔

ہر جماعت کو سلمان کی جرأت وہمت اور محنت ومشقت دیکھ کر خواہش ہوئی کہ آپ کو اپنے میں داخل کر لے مگر آنحضرت کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا تو آپ نے فرمایا سلمان منا اہل البیت سلمان تم میں سے نہیں بلکہ ہمارے اہلبیت سے ہیں۔

خندق کھد کر تیار ہو گئی لشکر قریش ویہود جن کے سردار عمرو ابن عبدود، ابوسفیان دنوفل وعکرمہ اور ابولہب وغیرہ تھے دس ہزار لشکر کے ساتھ وارد ہوئے اور چاروں طرف خندق دیکھ کر متعجب ہوئے اور کہتے تھے کہ یہ عربوں کا کام نہیں بلکہ اسی بوڑھے سلمان رضؓ فارسی کا کام ہے عرب کے لوگ اس سے بالکل ناواقف ہیں۔ یہ طریقہ عرب میں آج تک جاری نہ تھا بالآخر لشکر اسلام کو کفار ومشرکین پر کامیابی حاصل ہوئی اگر آپ کی رائے پر عمل نہ کیا جاتا تو اسلام کو ناقابل برداشت نقصان کا اندیشہ تھا۔

وہ تھی سلمان کی اصابت رائے ان کا جوش ایمانی اور ہمت وجرأت

اور یہ بھی سرکار رسالت کی قدردانی کہ ہے اہل بیت میں شامل فرمالیا کا
مسلمانوں میں وہ جذبہ عمل پیدا ہوجائے جو سلمان میں تھا اور وہ اس بلند اخل
اور ہمدردی کو اپنا لیں اور اس پر عمل کرنے کی سعی فرمائیں جو رسول سے بیعتیں
تو دنیا بجائے فتنہ و فساد کے امن و سلامتی کا گہوارہ بن جائے۔

آپ کی مدح و ثنا میں ایک عربی شاعر کہتا ہے

کانت مودة سلمان لهٔ نسبا
ولم یکن بین نوح وابنہ رحما

جناب سلمانؓ کی محبت کی وجہ سے ان کو نسب حاصل ہوگیا اور حضرت نوح
ان کے فرزند کے درمیان کوئی رشتہ نہیں رہا یعنی حضرت سلمانؓ نے خدا اور ر
سے محبت کرکے ان کی اطاعت کی تو اسلام میں آپ کا یہ درجہ ہوگیا کہ حضرت رسو
خدا نے اپنے خاندان میں شامل کرکے فرمایا سلمان منا اھل البیت اور فرز
نوح نے خدا اور رسول کی مخالفت کی تو اس رشتہ سے الگ کرکے نکال دیا گیا

(مجالس المومنین ص۸۰)

پیغمبر اسلام کا فرمان سلمان منا اھل البیت نہ صرف آپ کا دل
کے لیے وقتی طور پر تھا بلکہ مستقل طور پر اس پہ عمل کرکے دکھایا گیا وہ اہلبیتؑ
ساتھ اسی طرح زندگی گذارتے تھے جس طرح ایک خاندان کے افراد گذارتے
وہ شمع رسالت کے پروانے اور خدمتگار آنحضرتؐ ہونے کے ساتھ اہلبی
کے سچے محب اور آل رسول کے مونس و غم خوار بھی تھے وہ معصوم عالمیان
گھر آتے حسنین علیہم السلام کا جھولا جھلاتے سیدہ کی چکی پیستے فرزندان ر

ے بستر بچھاتے ان کی انگلی پکڑ کر بڑے فخر و مباہات کے ساتھ مدینہ کی گلیوں
میں لیے پھرتے تھے خاندان اہلبیت کے ساتھ آپ کی یہ محبت آخر دم تک باقی
رہی آپ کو عمر بھر اس پر ناز رہا کہ وہ آزاد کردہ رسول ہیں۔

(دینی کہانیاں حصہ ۲ ص۹)

اسی طرح خاندان اہلبیت کو بھی آپ سے اس قدر محبت و الفت تھی کہ
اگر کوئی شخص سلمان فارسی کہدیتا تو بار خاطر ہوجاتا تھا شیخ اجل ابوجعفر طوسی
رحمہ اللہ مشہدمقدس نے کتاب امالی میں منصور بن روح سے روایت کی ہے کہ انھوں
نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مولا میں آپ سے سلمان فارسی کا
تذکرہ زیادہ سنتا ہوں اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ سلمان فارسی نہ کہو
بلکہ سلمان محمدی کہو اور سلمان کا ذکر کثرت سے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ تین فضیلتیں
رکھتے ہیں اول یہ کہ انھوں نے اپنا نفس امیر المومنین علی ابن ابی طالب ؑ کے
اختیار میں دے دیا تھا دوسرے یہ کہ وہ مالداروں اور صاحبان دولت و ثروت
کے مقابلہ میں فقرا، اور مساکین کو زیادہ دوست رکھتے تھے اور خود کو انھوں نے
ان کے سپرد کر دیا تھا تیسرے یہ کہ وہ علم اور علماء سے محبت کرتے تھے سلمان خدا
کے صالح بندے تھے اور سچے مسلمان تھے۔ (مجالس المومنین ص۸۵)

ایک دن امام جعفر صادق ؑ کے سامنے آپ کا ذکر آگیا کچھ لوگ حضرت جعفر
طیار پر سلمان ؓ کو ترجیح دینے لگے ابو بصیر بھی موجود تھے۔ انھوں نے کہا بھلا سلمان ؓ
کو جعفر طیار پر کیسے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے وہ پہلے مجوسی تھے پھر مسلمان ہوئے
یہ سنتے ہی امام ؑ کو غصہ آگیا فرمایا اے ابو بصیر چپ رہو تم اس بات کو نہیں جانتے

بیشک جعفرؓ کو خدا نے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ وہ ملائکہ کے ساتھ بہشت میں پرواز کرتے ہیں لیکن سلمانؓ بھی وہ شخص ہیں جن کو خدا نے مجوسی ہونے کے باوجود علوی اور فارسی ہونے کے باوجود فرشتہ بنا دیا ہیں سلمانؓ پر خدا کی رحمت نازل ہو۔

(حیات القلوب ج ۲ صفحہ ۶۱۷)

فضل بن عیسیٰ الہاشمی سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ کیا سلمان منا اہل البیت رسول خدا کا فرمان ہے، آپ نے جواب دیا بیشک! میں نے پوچھا کیا وہ عبد المطلب کی اولاد سے ہیں آپ نے فرمایا سلمان ہم اہلبیتؑ سے ہیں میں نے معلوم کیا کیا اولاد ابی طالبؑ سے ہیں آپ نے پھر فرمایا سلمان ہم اہلبیت سے ہیں میں عرض کیا مولا میں سمجھا نہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عیسیٰ میں خوب سمجھا ہوں بس وہ ہم اہلبیتؑ سے ہیں پھر آپ نے اپنا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھا اور فرمایا کہ اللہ نے ہماری طینت کو علیین (بہشت) سے خلق کیا اور ہمارے شیعوں کی طینت کو بھی اسی سے بنایا ہے اور ہمارے دشمنوں کی طینت سجین (وہ مقام جہاں گنہگاروں پر عذاب ہوتا ہے) سے ہے اور ان کے متبعین کی طینت کو بھی اسی سجین سے خلق کیا ہے اور وہ ان سے ہیں پھر فرمایا کہ سلمانؓ لقمانؓ سے بہتر ہیں (نفس الرحمٰن)

عہد نامہ رسول۔ جیسا کہ تحریر کیا جا چکا ہے کہ آپ سے آنحضرتؐ کو کمال درجہ محبت تھی اور اس کمال محبت کا اقرار آپ نے اپنے خاندان میں شمول کا اعلان فرما کر کیا اور اسی کمال محبت کا یہ اثر تھا کہ آنحضرتؐ نے قبلیہ سلمان

کے لیے ایک خاص عہد نامہ لکھکر آپ کو عطا فرمایا تھا تاکہ وہ اپنے قبیلہ کو دیدیں وہ عہد نامہ یہ ہے۔

کتب رسول الله عهد الحی سلمان بگازرون هذا کتاب من محمد بن عبد الله سئله الفارسی سلمان وصیته باخیه مهاد بن فروخ بن مهیار واقاربه واهلبیته وعقبیهم ماتناسلوا من اسلم منهم واقام علی دینه سلام الله احمد الله الیکم ان الله امرنی ان اقول لا اله الا الله وحده لا شریک له اقولها وامر الناس بها والامر کله لله خلقهم واماتهم وهو ینشرهم والیه المصیر ثم ذکر فیه احترام سلمان الی ان قال وقد رفعت عنهم جز الناصیة والجزیة والخمس والعشر وسائر المون والکلف فان سئلوکم فاعطوهم وان استغاثوکم فاغیثوهم وان استجاروا بکم فاجیروهم وان اساؤا فاغفروالهم وان اسیئ الیهم فامنعوا عنهم ولیعطوا من بیت مال المسلمین فی کل سنة مائتے حلة ومن الاواقی مائة فقد استحق سلمان ذالک من رسول الله ثم دعا لمن عمل به ودعا علی من اذاهم وکتب علی ابن ابی طالب

(نفس الرحمٰن)

ایک بار جناب سلمان کو یہ خواہش ہوئی کہ ان کے قبیلہ کے متعلق جو گازرون میں مقیم تھا آنحضرتؐ ایک عہد نامہ تحریر فرمادیں چنانچہ اس خواہش کو بخوشی منظور کیا گیا اور وہ عہد نامہ اس صورت سے تحریر ہوا۔

ترجمہ۔ یہ عہدنامہ محمدؐ بن عبداللہ کی طرف سے اس لیے لکھا گیا ہے کہ ایک روز سلمانؓ نے یہ درخواست کی کہ میرے بھائی مہاد بن فروح بن مہیالو اور دیگر رشتہ داروں کے لیے ایک فرمان بطور سفارش لکھ دیا جائے پس جو شخص ان میں سے اسلام لائے اور اس دین پر قائم رہے اس پر ہمارا سلام ہو میں نے سلمانؓ اور قبیلہ سلمانؓ سے حسب ذیل تکالیف کو اٹھا لیا (۱) اپنے پیشانی کا تراشوانا (۲) جزیہ دینا (۳) خمس یا عشرؔ اپنے اموال سے ادا کرنا۔

اے مسلمانو! وہ اگر تم سے کسی چیز کا سوال کریں تو عطا کرو اگر امان چاہیں تو امان دو اگر قصور کریں تو بخش دو، بیت المال سے ہر سال دو سو حلے اور دو سو اوقیہ نقرہ (چاندی) ان کو دیتے رہو کیوں کہ سلمانؓ خدا کی جانب سے ان رعایتوں کے مستحق ہیں آخر میں اس عہدنامہ پر عمل کرنے والوں کے لیے دعا کی اور خلاف ورزی کرنے والوں پر تفرین۔

ابن شہر آشوب فرماتے ہیں کہ یہ عہدنامہ آج تک اولاد سلمانؓ کے پاس موجود ہے اور اس پر وہ لوگ عمل کرتے ہیں اس عہدنامہ کا تذکرہ درج درر میں بالتفصیل موجود ہے۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۳۰)

علامہ نوری فرماتے ہیں کہ فارس آنحضرت صلعم کے بعد فتح ہوا، اہل ایران آپ کی حیات تک مشرک تھے اور مطیع و فرماں بردار بھی نہیں تھے چونکہ مسلمانوں کا اس وقت تک اس ملک پر تسلط و تصرف بھی نہیں ہوا تھا پھر

ؔ عشر نصاب و زکوٰۃ اس غلہ کا جو بارش سے پیدا ہوا ہو۔

بیت المال کہاں تھا؟ لیکن اس کے با وجود بھی آپ نے تحریر فرمایا کہ بیت المال سے دو سو حلے اور دو سو اوقیہ نقرہ ان کو دیتے رہو۔ یہ خط آپ نے اپنے علم کی بنا پر لکھا تھا اس لیے کہ آپ جانتے تھے کہ عنقریب یہ ملک مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوگا۔ جو آپ کی لائی ہوئی کتاب اور احکام پر عمل کرتے ہوں گے اور نواہی پر پابند ہوں گے یہ عہد نامہ آنحضرتؐ کے معجزات (پیشین گوئی) میں سے ہے اقاربہ کی ضمیر سلمان کی طرف ہے آپ اکابر فارس سے ہیں۔

تاریخ گزیدہ میں ہم نے اس عہد نامہ کو مزید اضافہ کے ساتھ دیکھا ہے اس عہدنامہ کو امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ نے سفید چرمی ٹکڑے پر تحریر فرمایا اور رسولؐ نے اس پر مہر کی اور وہ عہد نامہ اس طرح ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ھذا کتاب من محمد بن عبد اللہ سالہ سلمان وصیۃ باخیہ ماھادین فرخ واھل بیتہ وعقبہ من بعدہ ما تناسلوا من اسلم منھم واقام علی دینہ سلام اللہ احمد اللہ الیک الذی امرنی ان اقول لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ اقولھا وامر الناس بھا وان الخلق خلق اللہ والامر حکم اللہ خلقھم واماتھم وھو ینشرھم والیہ المصیر وان کان کل امر یزول وکل شئ یفنی وکل نفس ذائقۃ الموت من امن باللہ ورسولہ کان لہ فی الاخرۃ دعۃ الفائزین ومن اقام علی دینہ ترکناہ فلا اکراہ فی الدین فھذا الکتاب لاھل بیت سلمان ان لھم ذمۃ اللہ وذمتی علی دمائھم

وامو المهم فی الارض التی یقیمون فیها سهلها وجبلها ومرعها وعیونها غیر مظلومین ولا مضیقا علیهم فمن قرء علیه کتابی هذا من المومنین والمومنات فعلیہ ان یحفظهم ویکرمهم ولا یتعرض لهم الا ذی والمکروه ورفعت عنهم جز الناصیة والجزیة والخمس والعشر الی سائر الموت والکلف ثم ان سئلوا کم فاعطوا هم وان استغاثوا بکم فاغیثوا هم وان استجاروا بکم فاجیروا هم وان اساؤا فاغفروا لهم وان اسئ الیهم فامنعوا عنهم ولهم ان یعطوا من بیت المال فی کل سنة مائة حلة فی شهر رجب ومائة فی الاضحیة فقد استحق سلمان ذالک منا ولان فضل سلمان علی کثیر من المومنین وانزل فی الوحی علی ان الجنة الی سلمان اشوق من سلمان الی الجنة وهو ثقتی وامینی وتقی، نقی وناصح لرسول الله والمومنین وسلمان منا اهل البیت فلا یخالفن احد هذه الوصیة الله ورسوله و علیه لعنة الله الی یوم الدین ومن اکرمهم فقد اکرمنی وله عند الله الثواب ومن اذاهم فقد اذانی وانا خصمه یوم القیامة جزائه نار جهنم وبرئت منه ذمتی والسلام علیکم وکتب علی ابن ابی طالب بامر رسول الله فی رجب تسع من الهجرة سلمان وابو ذر وعمار وبلال والمقداد وجماعة اخری من المومنین انتهی۔

ترجمہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ تحریر محمد بن عبداللہ صلعم کی ہے جس کی درخواست سلمان نے اپنے بھائی ماہاد بن فرخ بن مہیار اور اس کے

اقارب و اہل بیت اور ان لوگوں کے لیے کی ہے جو ان کی نسل میں ہوں اور اسلام لائیں اور اپنے دین پر قائم رہیں، کی ہے میں اللہ کی حمد کرتا ہوں اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کہوں میں لوگوں کو اس کا حکم دیتا ہوں کہ تمام مخلوق اللہ کی مخلوق ہے اور تمام امور اللہ کے حکم کے زیر نگیں ہیں جس نے ان کو پیدا کیا اور ان کو مارے گا اور پھر زندہ کرے گا اور اسی کی طرف بازگشت ہو گی اور ہر امر زائل ہو جائے گا (سوائے امر الٰہی کے) اور ہر چیز فنا ہو جائے گی اور ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آئے گا اور آخرت میں راحت و آرام پائے گا اور جو اپنے پرانے دین پر قائم رہے گا تو اس کو ہم نے آخرت کے دن کے لیے چھوڑ دیا ہے وہ خود اس کی سزا پائے گا۔ اس لیے کہ دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں ہے پس یہ تحریر ہے سلمان کے اہلبیت کے لیے وہ چاہے ہموار زمین میں آباد ہوں یا چٹانی علاقوں میں اور چاہے چراگاہوں میں بسے ہوئے ہوں یا چشموں کے کناروں پر ان کے اموال اور ان کی جانیں میری اور خدا کی پناہ میں ہیں ان کے اوپر ظلم نہ کیا جائے اور نہ زمین ان کے لیے تنگ کی جائے پس جو شخص بھی مومنین و مومنات میں سے میری اس تحریر کو پڑھے اس پر لازم ہے کہ ان اقبیلہ سلمان کی حفاظت اور ان کا اکرام کرے اور ان کو اذیت و تکلیف نہ ہونے دے اور میں نے ان سے موئے پیشانی کا ترشوانا اور زنار اٹھا لیا ہے اور خمس و عشر اور تمام ٹیکس معاف کر دیے ہیں اگر یہ لوگ تم سے کچھ مانگیں تو اے مسلمانو! تم ان کو دو اور اگر وہ مدد چاہیں تو ان کی مدد کرو اور اگر

پناہ چاہیں تو ان کو پناہ دو اگر کوئی خطا کریں تو بخش دو اور اگر کوئی
حملہ کرے تو اس کو رو کو اور مسلمانوں کے بیت المال سے ہر سال ان کو
کپڑے کے ماہ رجب میں اور سو ماہ ذی الحجہ میں دو کیونکہ سلمانؓ ہم
طرف سے ان رعایتوں کے مستحق ہیں اور سلمان کے فضائل دوسرے مو
مقابلہ میں بہت زیادہ ہیں مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے کہ جنت سلمان کی م
ہے وہ میرے معتمد اور امین ہیں وہ پاک و پاکیزہ اور متقی و پرہیز گار
اللہ کے رسولؐ اور مومنین کے خیر خواہ ہیں سلمان ہم اہل بیت سے ہیں
شخص اس وصیت نامہ خدا اور رسولؐ کی مخالفت کرے گا وہ قیامت
خدا کی لعنت کا مستحق ہوگا اور جس شخص نے ان لوگوں کی عزت کی اس
میری عزت کی اور وہ اللہ کی طرف سے ثواب کا مستحق ہوگا اور جس شخص
ان کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی قیامت کے دن میں اس شخص
ہوں گا اور اس شخص کی جزا آتش جہنم ہوگی بس میں اپنے عہد سے
ہو گیا۔ والسلام علیکم۔

اس عہد نامہ کو امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے بحکم
خدا ماہ رجب ۹ ھ میں سلمانؓ، ابوذرؓ، عمارؓ، بلالؓ، مقدادؓ اور ان کے
دوسرے مومنین کی موجودگی میں تحریر فرمایا۔ (تاریخ گزیدہ ص۲

سلمان سنا اہل البیتؑ سے ان کی عصمت و طہارت پر ا

علامہ شیخ الموحدین محی الدین محمد العربی نے حدیث سلمان من

حضرت سلمان محمدی کی عصمت وطہارت پر استدلال کیا ہے اور کتاب فتوحات میں ایک مقام پر فرمایا ہے کہ چونکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے عبد خالص تھے اور اللہ نے آپ اور آپ کے اہل بیت کو ایسا پاک کیا جیسا کہ پاکیزگی کا حق تھا اور ان سے ہر برائی کو دور کیا پس ان اہلبیت کی طرف پاک وپاکیزہ چیز ہی منسوب کی جا سکتی ہے اور ایسا ہونا بھی ضروری تھا اس لیے کہ جو چیز بھی ان کی طرف منسوب ہوگی اگر عیب دار ہوگی تو وہ ان کے لیے باعث نقص وعیب ہوگی اس لیے اہل بیت اپنی طرف ایسی ہی چیز کو منسوب کر سکتے ہیں جس کے بارے میں حکم طہارت وتقدیس ہو پس یہ نبی صلعم کی طرف سے سلمان کے لیے ان کی طہارت وحفاظت الہٰی اور عصمت پر شہادت و گواہی ہے اس لیے کہ آپ نے ان کے لیے فرمایا ہے سلمان منا اھل البیت اور اللہ نے اہل بیت کی طہارت اور ان سے ہر طرح کی نجاست دور ہونے پر شہادت دی ہے اس لیے اہل بیت کی طرف مطہر ومقدس چیز ہی منسوب ہو سکتی ہے جب جناب سلمان فارسی کا یہ حال ہے تو تمہارا اہلبیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کیا خیال ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ وہ کہیں بہتر وافضل ہیں) (مجالس المومنین صـ۷۸)

سلمانؓ محمدی آیات قرآنی کی روشنی میں

وہ آیات جو حضرت سلمان محمدیؓ کی شان میں نازل ہوئی ہیں یا جن سے آپ کی مدح و ثنا کا اظہار ہوتا ہے مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عیناک عنھم ترید زینۃ الحیٰوۃ الدنیا ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھوٰہ وکان امرہ فرطا (الکھف ع ۱۶)

ترجمہ: اے رسولؐ جو لوگ اپنے پروردگار کو صبح سویرے اور شام کے وقت یاد کرتے ہیں اور اسی کی خوشنودی چاہتے ہیں ان کے ساتھ تم خود بھی اپنے نفس پر صبر کرو اور ان کی طرف سے اپنی نظر (توجہ) نہ پھیرلو کہ تم دنیا میں زندگی کی آرائش چاہنے لگو اور جس کے دل کو ہم نے (گویا خود) اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے پڑا ہے اور اس کا کام سراسر زیادتی ہے اس کا کہنا ہرگز نہ ماننا۔

اصحاب رسولؐ اکثر پریشان ہی رہا کرتے تھے حضرت سلمانؓ جو بڑے معزز اور مقرب بارگاہ صحابی تھے ان کے پاس ایک اونی چادر تھی اسی سے سب کام

لیتے ضرورت کے وقت اسی میں کھانا بھی باندھ لیتے اسی کو اوڑھ بھی لیتے ایک
دن یہی چادر اوڑھے ہوئے آنحضرتؐ کے پاس بیٹھے تھے گرمی کے دن تھے پسینہ
سے چادر تر تھی ایک یہودی عنیہ بن حصین آپ سے ملنے آیا تو اسے حضرت
سلمان کی چادر کی بُو بری معلوم ہوئی بیساختہ بول اٹھا کہ جب میں آیا کروں
ان لوگوں کو ہٹا دیا کیجئے اس بنا پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(حاشیہ ترجمہ قرآن مجید حافظ فرمان علی)

(۲) وبشر المخبتین الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم
والصابرین علی ما اصابھم والمقیمی الصلوٰۃ ومما رزقنھم ینفقون

ترجمہ۔ اے رسول گڑگڑانے والے بندوں کو بہشت کی خوشخبری دیدو
وہ لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے خدا کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل
جاتے ہیں اور نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں دے
رکھا ہے اس میں سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں (سورہ الحج ع ۱۲)

اس آیت میں جو صفتیں بیان کی گئی ہیں وہ اس خوشخبری کا مستحق
مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ صفات بجز آئمہؑ اور مخصوص چند لوگوں کے
میں نہیں پائی گئیں اسی وجہ سے ایک حدیث ابن عباس سے مروی ہے کہ
سے مراد علیؑ و سلمانؓ ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

(حاشیہ ترجمہ قرآن مجید مولانا فرمان علی اللہ مقامہ)

(۳) والذین اجتنبوا الطاغوت ان یعبدوھا وانابوا الی
لھم البشریٰ فبشر الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ

ئک الذین ھدا ھم اللہ واولئک اولوا الالباب (سورۃ الزمر ع ۲)

ترجمہ۔ اور جو لوگ بتوں کے پوجنے سے بچے رہے اور خدا ہی کی طرف
[illegible] کی ان کے لیے جنت کی خوش خبری ہے اے رسول تم میرے خاص بندوں
[illegible] خوشخبری دیدو جو بات کو جی لگا کر سنتے ہیں۔ اور پھر اس میں سے اچھی بات
[illegible] قبول کرتے ہیں یہی لوگ وہ ہیں جن کو خدا نے ہدایت کی اور یہی لوگ عقلمند
ہیں۔

ابن جریر اور ابن حاتم نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ یہ آیتیں تین
[illegible] شخصوں کی شان میں نازل ہوئیں زید بن عمرو بن نفیل، ابوذر غفاری اور سلمان
[illegible] فارسی اور ابن مردویہ نے اس روایت میں زید بن عمر کی جگہ سعید بن زید کو لکھا
[illegible] کیونکہ یہ حضرات حضرت رسول خدا کی بعثت کے قبل بھی لا الہ الا اللہ کے
[illegible] اور بتوں کے پوجنے سے متنفر تھے۔

(تفسیر در منثور ج ۵ ص ۳۲۴ مطبوعہ مصر)

لا یغتب بعضکم بعضا ط ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ
[illegible] میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب الرحیم (سورۃ الحجرات ع ۲)

ترجمہ۔ اور نہ تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی اس
[illegible] بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تم اس سے
[illegible] نفرت کروگے اور خدا سے ڈرو بیشک خدا بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

ایک دفعہ سفر میں حضرت رسول خدا کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ
[illegible] تھے ان دونوں نے حضرت سلمانؓ وغیرہ کی غیبت کی اس کے بعد کھانے کے وقت

کسی آدمی کو حضرتؐ کے پاس بھیجا تو آپ نے جواب دیا وہ دونوں تو گوشت سے خوب پیٹ بھر چکے ہیں اب سالن کیا ہوگا اس نے جا کر ان دونوں سے بیان کیا تو ان کو بڑی حیرت ہوئی اور دوڑے ہوئے حضرتؐ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے یا حضرت ہم لوگوں نے ایک عرصہ سے گوشت دیکھا تک نہیں کھایا کیسا آپ نے فرمایا اب تک تم دونوں کے دانتوں میں وہ گوشت بھرا ہوا ہے کیا تم دونوں نے فلاں کی غیبت کر کے اس کا گوشت نہیں کھایا اس پر یہ لوگ شرمائے اور یہ آیت نازل ہوئی ۔ (تفسیر درمنثور جلد ۶ ص ۹۵)

(۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر

ترجمہ۔ وقت عصر کی قسم کہ تمام انسان گھاٹے میں ہیں سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجا لائے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرتے ہیں اور صبر کی وصیت کرتے ہیں ۔ (پارہ عم ۳۰)

ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اس سورہ میں انسان سے مراد ابو جہل ہے اور الذین آمنوا سے حضرت علیؑ اور سلمانؓ مراد (تفسیر درمنثور ج ۶ ص ۳۹۲)

(۶) قولہ تعالیٰ والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار الآیہ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ لوگ نقبا، و انصار ابوذرؓ، مقدادؓ، سلمانؓ اور عمارؓ یاسرؓ ہیں جو ایمان لائے اور تصدیق رسالت کی اور علیؑ کی ولایت پر ثابت قدم رہے ۔ (نفس الرحمٰن)

(۷) ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات لھم جنات الفردوس نزلا (سورہ کہف)

ترجمہ:۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمال صالح کئے، ان کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔

ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت ابوذرؓ، مقدادؓ، سلمانؓ فارسی اور عمار یاسرؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ خدا نے ان لوگوں کے لئے جنت الفردوس کو منزل و ماویٰ قرار دیا ہے۔

(۸) اصول کافی میں قولہٗ ھدوا الی الطیب من القول وھدوا الی صراط الحمید کے بارے میں عبداللہ بن کثیر نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ حمزہؓ، جعفر طیارؓ، عبیدہؓ، سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ اور عمارؓ ہیں جنہوں نے امیرالمومنین کی طرف ہدایت پائی اس لئے کہ صراط حمید علی ابن ابیطالبؑ ہیں۔ جمع کی ضمیر ان اکابرین کے لئے آئی ہے اور طیب من القول سے مراد توحید و اخلاص ہے اور تفسیر قمی میں ہے کہ عبیدہ سے مراد عبیدہ بن الحرث بن المطلب الشہید ہیں جنہوں نے بدر کبریٰ میں شہادت پائی جب ان کو آنحضرت کی خدمت میں لائے تو آپ نے ان کو دیکھا تو عبیدہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، کیا میں شہید نہیں ہوں، تو آپ نے فرمایا: انت اول شہید من اھل بیتی۔ تم میرے اہل بیت میں پہلے شہید ہو۔

(۹) والذین آمنوا وعملوا الصالحات وآمنوا بما نزل

علی محمد (سورہ محمدؐ) وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام بجا لائے اس پر ایمان لائے جو محمدؐ پر نازل کیا گیا۔

تفسیر قمی میں اس آیت کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بما انزل علی محمد سے مراد علیؑ ہیں یعنی جو کچھ علیؑ کے حق میں نازل ہوا، یہ آیت سلمان، ابوذر، عمار اور مقداد کی شان میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے عہد کو نہیں توڑا اور ولایت امیرالمومنین پر قائم رہے۔

(۱) ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا وکان اللہ علیما۔

ترجمہ اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو ایسے لوگ ان مقبول لوگوں کے ساتھ ہوں گے، جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء صدیقین اور صالحین وہ ایک دوسرے کے اچھے ساتھی ہوں گے' اور اللہ بڑا واقف کار ہے۔ (قرآن کریم)

تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں نبیین سے مراد حضرت محمد مصطفےٰؐ اور صدیقین سے علی ابن ابیطالبؑ ہیں جنھوں نے سب سے پہلے تصدیق رسالت کی' اور شہداء سے مراد علی ابن ابیطالبؑ و جعفر طیار حمزہ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں جو شہیدوں کے سردار ہیں والصالحین سے مراد سلمانؓ، ابوذرؓ و صہیبؓ رومیؓ و بلالؓ حبشیؓ اور جناب عمار یاسرؓ ہیں اور حسن اولئک رفیقا کے معنی یہ ہیں کہ جنت میں یہ لوگ ساتھ ہوں گے

اور کان اللہ علیھا یعنی خدا منزل علیؑ و فاطمہ اور حسنؑ و حسینؑ کو جانتا ہے۔
(تفسیر قمی)

(۱۱) اذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا (الآیۃ)

ترجمہ:۔ یعنی جب منافقین سلمانؓ و ابوذرؓ، مقدادؓ و عمارؓ وغیرہ سے ملتے تھے، تو ان سے کہتے تھے۔ آمنا ہم ایمان لے آئے (سورہ بقر تفسیر قمی)

(۱۲) انھم یقولون انما یعلمہ بشر لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی و ھٰذا لسان عربی مبین

ترجمہ:۔ وہ لوگ (کفار) کہتے ہیں کہ سکھاتا ہے اس (رسولؐ) کو ایک شخص سلمان، درآنحالیکہ جس شخص (سلمان) کی طرف وہ اپنے کفر کی وجہ سے نسبت دیتے ہیں، اس کی زبان عجمی (فارسی) ہے اور اس قرآن کی زبان بالکل عربی ہے۔ پس کسطرح ان کا قول درست ہو سکتا ہے۔

طبرسیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ضحاک نے روایت کی ہے کہ مراد ان کی سلمان فارسی سے ہے، وہ مشرکین سے کہتے تھے کہ قصص کی تعلیم رسول خدا کو معاذ اللہ سلمانؓ نے دی ہے۔ امام رازی اور دوسرے مفسرین نے بھی لکھا ہے کہ جناب سلمانؓ بعثت سے پہلے مکہ آگئے تھے، اسی وجہ سے کفار آنحضرتؐ پر اتہام لگاتے تھے، کہ جو کچھ جو بھی آپ ماضی کی خبریں اور کلام الٰہی سناتے ہیں، وہ سلمان سے سیکھتے ہیں۔ پس خدا نے اس کی رد اس قول سے کی ہے: لسان الذی یلحدون اعجمی و ھٰذا لسان عربی مبین۔

(۱۳) والذین ھاجروا و اخرجوا من دیارھم (الآیۃ)

وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے قول باری
کے بارے میں شیخ جلیل علی ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد
امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ، سلمانؓ اور ابوذرؓ ہیں جن کو نکالا گیا اور عمارؓ
وہ ہیں جن کو اللہ کی راہ میں اذیت دی گئی۔

(۱۴) (ل) قل من کان عدوًا لجبریل فانه نزله علیٰ قلبك باذن الله مصدقاً لما بین یدیه وهدی وبشری للمومنین

(ب) من کان عدوًا لله وملائکته ورسله وجبریل ومیکائیل فان الله عدوٌّ للکافرین۔

ایک دن حضرت سلمانؓ خدمت آنحضرتؐ میں حاضر تھے کہ ایک یہودی وہاں آیا اور باتوں باتوں میں بگڑ کر کہنے لگا کہ ملائکہ میں جبرائیل ہمارا دشمن ہے۔ جناب سلمانؓ نے کہا جو جبرائیل کا دشمن ہے وہ میکائیل کا دشمن ہے اور جو ان دونوں کا دشمن ہے، وہ خدا کا دشمن ہے۔ خدا نے اس قول کی تصدیق میں یہ دونوں آیتیں نازل فرمائیں۔ جب آنحضرتؐ پر یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں، تو جناب سلمانؓ سے فرمایا۔ اے سلمان، خدا نے تمہارے قول کی تصدیق کی اور تمہاری رائے کو صائب قرار دیا۔

(تفسیر امام حسن عسکریؑ برحاشیہ تفسیر قمی صـ۱۶۰)

علمی مرکزیت

نخلِ بحرِ علم و کانِ احسان
چراغِ محفلِ اصحاب سلمانؓ

"حضرت سلمان محمدی علم اوّلین و آخرین کے امین تھے۔ آپ کی کوششوں سے حدیث کا کافی حصہ اشاعت پذیر ہوا حضرت معاذ بن جبل جو خود بھی بڑے عالم اور صاحب کمال صحابی تھے ان کے علم کے معترف تھے چنانچہ ایک مرتبہ اپنے ایک شاگرد سے کہا کہ چار آدمیوں سے علم حاصل کرنا ان میں ایک سلمانؓ کا نام بھی تھا"۔
(طبقات ابن سعد قسم اول ص۱۶ اہل کتاب صحابہ و تابعین)

مصنف اہل کتاب صحابہ و تابعین نے اس بات کا اعتراف بھی کر لیا ہے کہ حدیث کا کافی حصہ آپ کی کوششوں سے اشاعت پذیر ہوا وہ آپ کے کمال علمی کے بھی معترف ہیں اور اس کا بھی انھیں اقرار ہے کہ بارگاہ نبوی میں آپ سے زیادہ کسی کو تقرب حاصل نہیں تھا چنانچہ ام المومنین جناب عائشہ والی روایت کو نقل بھی فرمایا ہے جس میں وہ کہتی ہیں کہ سلمانؓ فارسی کی شب کی تنہائی کی صحبت آنحضرت کے پاس اتنی لمبی ہوتی تھی کہ

ہم لوگ (ازواج) کو خطرہ ہو گیا تھا کہ کہیں ہماری باری کی رات بھی اسی نشست میں نہ گزر جائے۔ (اہل کتاب صحابہ وتابعین حالات سلمان)

لیکن اس کے بعد بھی تحریر فرماتے ہیں کہ جناب سلمانؓ کی مرویات کی تعداد ساٹھ ۶۰ سے متجاوز نہ ہوئی اسی کو کہتے ہیں دروغ گو را حافظہ نباشد۔

جناب سلمان فارسی نہ صرف قرآن مجید بلکہ تمام آسمانی کتب کا علم رکھتے تھے چنانچہ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ سلمان دو کتابوں کے عالم تھے کلام اللہ (قرآن مجید) اور انجیل کے۔ انھوں نے مذہب عیسوی کے مسائل محض پادری کی زبانی نہیں سنے تھے بلکہ خود انجیل کا مطالعہ کیا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ میں نے توراۃ میں دیکھا ہے کہ کھانے کے بعد وضو کرنے سے برکت ہوتی ہے۔ (مسند ج ۵ ص ۴۴۱ اہل کتاب صحابہ وتابعین ص ۵۵)

کعب الاحبار کہتے ہیں کہ سلمانؓ علم وحکمت سے بھرے ہوئے تھے۔

(ترجمہ اسد الغابہ ج ۲)

آپ نہایت معتبر ومعتمد اور موثق صحابی تھے یہی وجہ ہے کہ ایک نہیں سیکڑوں احادیث کتب شیعہ میں آپ سے نقل کی گئی ہیں زمرہ صحابہ میں کوئی ایک صحابی بھی اس مرتبہ پر فائز نہ تھا جس پر جناب سلمانؓ تھے آنحضرتؐ اور آئمہ طاہرین کے بےشمار ارشادات ہیں جن میں آپ کے علمی کمالات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ آنحضرتؐ کی مشہور ومعروف حدیث ہے کہ سلمان علم کا وہ دریا ہیں جو خشک نہیں ہوتا اور وہ خزانہ ہیں جو خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔

امیرالمومنینؑ نے فرمایا ہے کہ آپ کو علم اولین و آخرین حاصل ہے وہ ایسے دریا ہیں جو خشک نہیں ہوتا وہ ہم اہلبیت سے ہیں۔

(ترجمہ اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۴۶)

کسی شخص نے امیرالمومنینؑ سے آپ کے فضائل کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا اس کامل الایمان کا کیا کہنا اس کی طینت ہماری طینت سے ہے اور اس کی روح ہماری روح سے ہے خدا نے اس کو اول و آخر اور ظاہر و باطن کے علم سے مخصوص فرمایا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سلمان لقمان سے بہتر ہیں۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱۷)

مشارق الانوار میں یہ حدیث مرسل بیان کی گئی ہے کہ رسولؐ نے فرمایا کہ تم میں سب سے زیادہ اللہ کی معرفت سلمان کو حاصل ہے امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے جابر کو کہتے سنا کہ پیغمبر خدا سے سلمانؓ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا سلمانؓ علم کا وہ دریا ہے جو کبھی خشک نہیں ہوتا سلمانؓ مخصوص ہے علم اول و آخر کے لئے جس نے اس کو ناراض کیا اس نے خدا کو ناراض کیا اور جس نے سلمان کو دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا۔

ابوالبختری سے مروی ہے کہ سلمان کے بارے میں امیرالمومنینؑ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ عالم علم اول و آخر ہے وہ ایسا دریا ہے جو خشک نہیں ہوتا آپ ہی کا ارشاد ہے سلمان معرفت الہٰی کا دروازہ ہے جس نے اس کا اقرار کیا وہ مومن ہے اور جس نے اس سے انکار کیا وہ کافر ہے۔

سلمان ہم اہل بیت سے ہے۔
جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہر امت میں ایک محدث ہوتا ہے میری امت میں سلمانؓ محدث ہے۔ لوگوں نے پوچھا محدث کے کیا معنی ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ واقف ہے ہر اس چیز سے جو دوسرے لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہے درآنحالیکہ اس چیز کی ان کو ضرورت ہے جب آپ سے پوچھا گیا کہ سلمانؓ کس طرح واقف ہوئے؟ تو آپ نے فرمایا اس نے میرے اس علم سے حاصل کیا جو میرے سینہ میں ہے ہر اس چیز کے بارے میں جو ہو چکی اور ہر اس چیز کے بارے میں جو ہونے والی ہے (نفس الرحمٰن)

حضرت جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ وہ چار شخص کون ہیں جن کے بارے میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جنت ان کی مشتاق ہے فرمایا سلمانؓ ابوذرؓ مقدادؓ اور عمارؓ راوی نے پوچھا ان میں کون سب سے بہتر ہے آپ نے فرمایا سلمانؓ! پس تھوڑی دیر کے بعد آپ نے پھر فرمایا کہ سلمانؓ کے پاس وہ علم ہے کہ اگر ابوذر کو معلوم ہو جائے تو وہ کافر ہو جائیں۔
(حیات القلوب ج ۲ ص ۵۹۹)

آنحضرتؐ نے سلمانؓ سے فرمایا اگر تمہارا علم مقدادؓ کی طرف پلٹا دیا جائے تو وہ کافر ہو جائے (حیات القلوب ج ۲ حالات سلمان)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ لو علم ابو ذر مافی قلب سلمان تقتلہٗ اگر ابوذرؓ کو وہ علم حاصل ہو جائے جو قلب سلمانؓ میں ہے تو وہ ان کو قتل

کر ڈالیں۔ (نفس الرحمن)

شیخ کشی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ سلمان متوسمین میں سے ہیں۔ آنحضرتؑ نے فرمایا کہ سلمانؓ کنز اسرار الٰہی ہے۔
(حیات القلوب ج ۲ ص ۶۰۹)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سلمانؓ علم کا وہ دریا ہیں جس کی انتہا نہیں ان کے علم کا حال یہ ہے کہ ایک دن ایک مجمع کی طرف سے ہو کر گزرے دیکھا ایک شخص کھڑا ہوا کچھ بیان کر رہا ہے انھوں نے قریب جا کر اس سے کہا اے بندہ خدا! جو کچھ تو نے کل رات اپنے گھر میں کیا ہے اس کے لیے خدا سے توبہ کر یہ کہکر سلمان تو آگے بڑھ گئے لوگوں نے اس شخص سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ سلمانؓ نے تجھے بدی کی طرف نسبت دی اور تو نے زبان سے کچھ نہ کہا اس نے جواب دیا بخدا سلمانؓ نے مجھے اس بات کی خبر دی ہے جس کو میرے اور خدا کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ مرد حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ تھے امام جعفر صادقؑ نے یہ بھی فرمایا کہ سلمانؓ اسم اعظم جانتے تھے۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۰۹)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر المومنین علی ابن طالبؑ محدث تھے اور سلمانؓ بھی محدث تھے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سلمان محدث تھے اپنے امام سے نہ کہ اپنے رب سے یعنی امام ان سے حدیث بیان کرتے تھے اور اپنے اسرار ان کو تعلیم فرماتے تھے۔
(رجال کشی ص ۹)

اس لیے کہ سوائے حجت خدا کسی دوسرے کی طرف اللہ کی جانب سے حدیث نہیں پہونچتی۔ علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے اللہ کے کلام ذکر نے کی نفی سے مراد یہ ہو کہ بواسطہ ملک سلمانؓ ان باتیں کرتے ہوں جیسا کہ بسند معتبر حضرت صادق آل محمدؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ سے سلمان کے محدث ہونے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ملک کان میں بات کرتا تھا اور حدیث معتبر میں ہے ایک فرشتہ بزرگ گفتگو کرتا تھا۔ راوی نے کہا کہ جب سلمان کی یہ صفت ہے تو امیرالمومنینؑ کی صفات کیا ہیں آپ نے فرمایا کہ اپنی حدود میں رہو اور ان باتوں کو معلوم نہ کرو جو تمہاری عقل و فہم سے بالاتر ہیں دوسری حدیث میں ہے کہ فرشتہ دل پر نقش کر دیتا تھا

(حیات القلوب ج ۲ ص ۶۵)

افسوس ہے کہ صحابہ پرست پارٹی نے اس مقدس صحابی سے مختلف اس بنا پر روایات نقل نہیں کیں کہ وہ محب اہلبیتؑ تھے ان حضرات کو آپ سے کوئی محبت و الفت بھی نہیں ہے وہ لوگ ایسے اصحاب کی تعریفیں کرتے کرتے نہیں تھکتے جن کو صحابیت سے دور کا بھی لگاؤ نہیں تھا اور سلمانؓ جیسے کامل الایمان مخزن علم و فضل صحابی کا نام بھول کر بھی ان کی زبان پر نہیں آتا حالانکہ وہ صحابیت کی صف اول کے صدر میں جگہ پانے والے ہیں۔ سچ کہا ہے کسی نے ؎

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبے است
گل است سعدی و در چشم دشمنان خار است

آپ ارباب علم کے بڑے قدر دان تھے جب کوئی رقم ہاتھ آجاتی تو حدیث نبوی کے شائقین کو بلا کر کھلا دیتے تھے۔

(طبقات ابن سعد جز د ۴ ص ۶۴)

ابو سعید خدری، ابو الطفیل، ابن عباس، اوس بن مالک اور ابن عجرہ وغیرہ آپ کے زمرہ تلامذہ میں ہیں

(اہل کتاب صحابہ و تابعین)

بیعت حضرت ابوبکرؓ سے انحراف

جناب سلمان محمدی کی نظر میں علاوہ علی بن ابیطالبؑ کے کسی اور شخص میں وصی رسولؐ بننے کی صلاحیت نہ تھی وہ مسلمانوں کی بھلائی اسی میں سمجھتے تھے کہ آنحضرتؐ کے بعد ان کے جانشین علی ابن ابیطالبؑ ہوں چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے۔

ایانا بعنا النبی علی الصلح المسلمین والایتمام بعلی بن ابی طالب۔

میں نے رسولؐ کی بیعت اس بات پر کی تھی کہ مسلمانوں کی بھلائی کروں گا اور حضرت علی علیہ السلام کو اپنا امام سمجھوں گا۔

آپ نے ہر امر میں امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ کی پیروی کرنا اور ہر حالت میں آپ سے مخصوص رہنا اپنا شعار بنا لیا تھا اور یہ محبت نہ صرف اپنی ذات تک محدود تھی بلکہ دوسروں کو بھی برابر آپ کی پیروی واتباع کا حکم دیتے تھے۔

ایک دن ایک مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام کا ادھر سے گذر ہوا، آپ نے لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمایا یاایھا الناس تم اٹھ کر اس شخص (علیؑ) کا دامن کیوں نہیں پکڑتے اور اپنی مشکلوں کو حل کیوں نہیں کرتے۔ بخدا اس کے علاوہ اور کوئی تم کو حقائق قرآن وحدیث سے باخبر نہیں کر سکتا۔

یہ تمام روئے زمین کا حال جانتے ہیں۔ زمین انہی کی وجہ سے ساکن ہے اگر ان کا وجود نہ ہوتا تو علم کی روشنی معدوم ہو جاتی۔ یہی سرچشمۂ ہدایت اور بحرِ کرامت ہیں۔

سید عارف میر مخدوم نے اپنے بعض رسائل میں امیر المومنینؑ سے محبت سلمانؓ کے بارے میں بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سلمانؓ نے ظاہر و باطن میں ہرگز میری مخالفت نہیں کی جو کچھ میں نے پسند کیا، وہی سلمانؓ نے پسند کیا۔ (مجالس المومنین ص۸۵)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سلمانؓ نے اپنا نفس امیر المومنینؑ کے حوالے کر دیا تھا۔

اس راہ محبت و مودّت میں آپ کو سخت سے سخت اذیتیں اٹھانا پڑیں لیکن ان کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہیں آئی۔ وفات پیغمبر اسلام کے بعد بیعت حضرت ابوبکر کے لئے آپ کو مجبور کیا گیا اور اس قدر مارا گیا کہ آپ کی گردن ٹیڑھی ہو گئی جو آپ کی وفات تک ویسی ہی رہی کتاب کامل بہائی میں ہے کہ جب جناب سلمانؓ نے آل پیغمبرؐ کی پیروی میں خلیفۂ اول کی بیعت سے انکار کر دیا تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کہ بنی ہاشم نے تو اس وجہ سے بیعت نہیں کی کہ وہ لوگ اپنے آپ کو ہم لوگوں سے افضل کہتے ہیں مگر تم کو کیا ہوا، کہ بیعت سے انکار کرتے ہو جناب سلمانؓ نے جواب دیا: انا شیعة لہم فی الدنیا والآخرۃ اتخلف بتخلفہم وایایع ببیعتہم۔ میں ان حضرات کا شیعہ ہوں دنیا میں بھی اور آخرت

یں بھی یہ حضرات بیعت سے مخالفت کریں گے تو میں بھی کروں گا۔ اور یہ حضرات بیعت کریں گے تو میں بھی بیعت کر دوں گا۔

علامہ ابو محمد عبداللہ ابن مسلم ابن قتیبہ متوفی ۲۷۰ھ نے جو مشاہیر علماء مخالفین میں سے ہیں۔ کہاہے کہ اٹھارہ صحابہ رافضی تھے جن میں ایک سلمانؓ بھی تھے۔ (مجالس المومنین ص ۸۸)

آپ ایسے پرُخلوص و پرُجوش شیعہ تھے کہ جب بارہ اصحاب پیغمبرؐ نے یہ طے کیا کہ حضرت ابوبکر کو منبر سے اتار لیں تو ان میں سلمانؓ بھی تھے۔ ابان ابن تغلب بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کیا اصحاب پیغمبر میں سے کسی نے ابوبکر سے پیغمبر اسلام کی جگہ پر بیٹھ جانے کو ناپسند بھی کیا حضرت نے فرمایا ہاں بارہ افراد نے اسے ناپسند کیا۔ ان میں مہاجرین کے حسب ذیل افراد تھے: مقدادؓ بن اسود، ابوذر غفاریؓ، سلمان فارسیؓ، بریدہ اسلمی، خالد بن سعید، عمار یاسر اور انصار سے حسب ذیل افراد نے اسے ناپسند نظروں سے دیکھا: ابوالہیثم بن تیہان عثمان بن حنیف سہیل بن حنیف، خزیمہ بن ثابت، ابی بن کعب اور ابو ایوب انصاریؓ ان لوگوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ جب حضرت ابوبکر منبر رسولؐ پر آکر بیٹھیں تو انہیں منبر سے نیچے اتار لیا جائے۔ لبعض نے کہا یہ اس وقت نہ کرنا چاہیئے۔ جب تک امیر المومنینؑ سے مشورہ نہ کر لیا جائے۔ یہ سب لوگ ایک ساتھ حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے، اور عرض کیا کہ اے مولا، آپ نے اپنا حق چھوڑ دیا، اور اپنے دست تصرف کو خلافت سے علیحدہ کر لیا حالانکہ پیغمبرؐ

اسلام نے فرمایا ہے کہ علیؑ مع الحق والحق مع علیؑ یمیل کیف ما مال
علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ حق ادھر مڑتا ہے جدھر علیؑ مڑتے
ہیں اے آقا ہم لوگ یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کو منبر رسولؐ سے
نیچے اتار لیں ہم اس وقت اس کے متعلق آپ سے مشورہ کرنے آئے ہیں۔ حضرت
نے فرمایا خدا کی قسم اگر تم لوگ ایسا کروگے تو یہ لوگ تلوار کھینچے ہوئے میرے
پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ چل کر حضرت ابوبکر کی بعیت کیجئے ورنہ ہم
آپ کو قتل کردیں گے اور جب لوگ یہ کریں گے تو مجھے ان کو دور کرنا ضروری
ہوگا حالانکہ پیغمبر نے مجھ سے فرمایا ہے کہ یہ امت میرے بعد تم سے غداری
کرے گی اور میرے عہد وپیمان کو توڑ دے گی اے علیؑ تم کو مجھ سے وہی
نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی جس طرح بنی اسرائیل نے موسیٰؑ وہارونؑ
کو چھوڑ دیا تھا اور گئوسالہ کی پرستش کرنے لگے تھے اسی طرح یہ امت تم کو چھوڑ
دے گی اور کسی دوسرے کو خلافت کے لیے چن لے گی میں نے عرض کیا اے خدا
کے رسول میں ان لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ کروں حضرت نے فرمایا اگر ناصر و
مددگار پانا تو جنگ کرنا اور اگر ناصر و یاور نہ پانا تو میرے پاس آنے کے
وقت تک صبر کرنا۔ (مجالس المومنین ص۷۸)

صاحب ناسخ التواریخ جلد ۲ ص۲۸ پر حالات سقیفہ میں تحریر کرتے ہیں
کہ جناب سلمان فارسی سقیفہ بنی ساعدہ میں بعیت حضرت ابوبکر کے وقت
موجود تھے چونکہ انھیں یہ بعیت ناگوار و ناپسند تھی اس لیے انھوں نے اپنی
مادری زبان میں کہا کہ "کردید و نکردید" تم نے بعیت کی اور نہیں کی جناب

سلمانؓ نے ان کلمات سے اس امر کی طرف کنایہ تھا کہ اے مہاجرین و انصار بیعت کرنا درست تھا لیکن علی ابن ابی طالبؑ کی بیعت کرنا چاہئے تھا مگر تم نے ان سے بیعت نہیں کی گویا تمھاری یہ بیعت بیعت ہی نہیں ہے اسی مطلب کو جناب سلمانؓ نے عربی میں کہا اصبتم الخیر ولکن اخطاتم المعدن بیعت کرکے تم نے نیکی پالی لیکن معدن (علیؑ ابن ابی طالب) کی بیعت ترک کرکے تم نے غلطی کی ہے اس موقع پر جناب سلمان فارسی کے اس قول کو بھی نقل کیا ہے اصبتم ذالسن منکم و اخطاتم اهلبیت نبیکم مالو جعلتموا ها فیهم ما اختلف منکم اثنان و لا کلتموها رغداً بیعت کرکے سن (بوڑھے) آدمی کو تم نے پالیا لیکن اہلبیت نبیؐ کی بیعت نہ کرکے تم نے غلطی کی ہے اگر تم خلافت کو اہلبیت نبیؐ میں قرار دیتے اور ان کی بیعت کر لیتے تو تم میں سے دو آدمی بھی آپس میں اختلاف نہ کرتے اور تم لوگ خوشی اور فراخ دلی کے ساتھ دنیا میں کھاتے پیتے جناب سلمان فارسی کے پہلے قول کو علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے بھی شرح نہج البلاغہ میں نقل کیا ہے خلاصہ یہ ہے کہ یہ بارہ افراد منبر رسول کو گھیر کر بیٹھے جب خالد بن سعید احتجاج کر چکے تو جناب سلمان محمدی کھڑے ہوئے اور کہا کردید و نکردید تم نے کیا اور نہ کیا یہ کہکر بیعت سے انکار کر دیا بس یہ سننا تھا کہ ان کی گردن مروڑ دی گئی جناب سلمان محمدی نے یہ دیکھا تو فرمایا کہ موت جسے تم نہیں جانتے ہو کب آئے گی جب آجائے گی تو کس کے پاس جاکر پناہ لوگے وہ شخص جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہے رسولؐ سے تم سے

زیادہ قریبی قرابت رکھتا ہے تاویل کتاب وسنت نبی کو تم سے زیادہ جانتا
ہے اس سے مقدم ہونے کے بارے میں تمہارے پاس کیا جواب ہے جس کو
اللہ کے رسولؐ نے اپنی حیات میں مقدم کیا ہے اور وفات کے وقت تم کو
اس کے حقوق کی مراعات کرنے کی وصیت کی ہے۔ لیکن تم نے اس کے بارے
میں حضرت کے قول کو ترک کر دیا وصیت کو بھلا دیا حضرت سے جو وعدہ
کیا تھا اس کی مخالفت کی عہد کو توڑا تم لوگوں کو اسامہ بن زید کے علم کے
ساتھ ہو جانے کے لیے حضرت نے جو گرہ باندھی تھی اس کے بعد جس طرح
کے امور تم لوگ بجا لاتے ہو اس سے ڈرتے رہو حضرت کی مخالفت میں جن
بڑے اور عظیم امور کو تم بجا لائے ہو ان سے بچو! حضرت نے امت کو
ان پر متنبہ کرنے کے لیے جو گرہ باندھی تھی تم نے اس کو کھول دیا اے
ابوبکر عنقریب تمہارے ہاتھوں نے جو کچھ کمایا ہے اسے اٹھا کر لے جاؤ
گے کاش تم جلدی حق کی طرف پلٹ جاتے اور اپنے کیے کی تلافی کرتے
تو یہ اس دن تمہاری نجات کا سبب بن جاتی جب تم قبر کے گڑھے میں تنہا
رہو گے اور تمہارے مددگار تم کو چھوڑ کر چلے جائیں گے اس لیے یہ سب کچھ
اسی طرح تم نے بھی سنا ہے جس طرح ہم نے سنا ہے تم نے بھی دیکھا ہے جس
طرح ہم نے دیکھا ہے لیکن پھر بھی تم نے خلافت کو اپنے ہاتھ میں لینے
سے انکار نہیں کیا جس کو اختیار کرنے کی تمہارے پاس کوئی دلیل وعذر نہیں
ہے اس لیے تم خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو، کان کھول کر سن لو جو خدا سے
ڈرا اس نے حجت تمام کر دی تمام عذر دور کر دئے اور تم ان لوگوں میں ہو جاؤ

جو پشت پھیر لیتے ہیں اور تکبر اختیار کر لیتے ہیں۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ یہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ جب چھ مہاجرین خالد بن سعید، سلمان فارسی، ابوذر غفاری، مقداد بن اسود، عمار یاسر بریدہ اسلمی اور چھ انصار ابوالہیثم بن تیہان، سہیل اور عثمان فرزندان حنیف، خزیمہ بن ثابت، ذوالشہادتین، ابی بن کعب، ابوایوب انصاری جمعہ کے دن منبر رسول کو گھیر کر بیٹھے اور حضرت علیؑ کے حق خلافت کو چھین لینے کے خلاف احتجاج کیا تو حضرت ابوبکر سے جواب نہ بن پڑا اور کہنے لگے ولیتکم ولست بخیرکم اقیلونی اقیلونی میں تمہارا خلیفہ تو ہو گیا ہوں لیکن میں تم میں کا بہتر آدمی نہیں ہوں مجھے چھوڑ دو مجھے چھوڑ دو اس کے بعد ذمہ داران خلافت تین دن تک گھر میں بیٹھے رہتے اور باہر ہی نہیں نکلے چوتھے دن خالد بن ولید ہزار آدمیوں کے ساتھ سالم غلام حذیفہ ہزار آدمیوں کے ساتھ اور معاذ بن جبل ہزار آدمیوں کے ساتھ برہنہ تلواریں لیے مدینہ میں آئے اور ایک ایک کر کے اور آدمی جمع ہونے لگے یہاں تک کہ چار ہزار ہو گئے۔ برہنہ تلواریں لیے باہر آئے آگے آگے حضرت عمر تھے یہ سب مسجد نبوی میں آئے اور کہہ رہے تھے کہ اے اصحاب علیؑ تم نے جو گفتگو چند روز قبل کی تھی اگر اب کرو گے تو سر تن سے جدا کر دیں گے یہ سن کر جناب خالد بن سعید نے کہا صہاک حبشیہ کے بیٹے تو مجھے اپنی تلواروں سے ڈراتا ہے چونکہ حجت خدا ہمارے ساتھ ہے ہماری تلواریں تمھاری تلواروں سے زیادہ تیز ہیں اس لیے ہم ان سے خوفزدہ

نہیں ہو سکتے اگرچہ تعداد میں تم سے بہت کم ہیں خدا کی قسم اگر امام کی اطاعت مقدم و اولیٰ نہ ہوتی تو ہم ابھی ابھی اپنی تلواریں نیام سے نکال کر تم سے جہاد کرتے اور مخالف کا مزہ چکھاتے اور حجت تمام کر دیتے۔ حضرت امیر المومنینؑ نے جب خالد بن سعید بن عاص کی یہ تقریر سنی تو ارشاد فرمایا کہ خالد بیٹھ جاؤ! خداوند عالم تمہاری منزل کو خوب جانتا ہے اور اس نے سعی مشکور قرار دیا ہے۔ جناب خالد تو حضرت کا یہ کلام سن کر بیٹھ گئے لیکن جناب سلمان محمدیؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اللہ اکبر اللہ اکبر سمعت رسول اللہ والا صمتا یقول بین اخی وابن عمی جالس فی مسجدی مع نفر من اصحابہ اذ یکبسہ جماعۃ من کلاب اھل النار یریدون قتلہ وقتل محہ ولست اشک الا وانکم ھم فہم بہ عمر بن خطاب فوثب الیہ امیر المومنین واخذ بمجامع ثوبہ ثم جلد بہ الارض ثم قال یا ابن صھاک الحبشیہ لولا کتاب اللہ سبق وعھد من رسول اللہ تقدم لاریتک ایھما اضعف ناصرا واقل عددا ثم التفت الی اصحابہ فقال انصرفوا رحمکم اللہ۔ اللہ اکبر اللہ اکبر میں نے رسول خدا کو فرماتے سنا ہے اور اگر نہ سنا ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں حضرت نے فرمایا کہ ایک دن مسجد میں میرا بھائی اور ابن عم اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھا ہوگا اس پر ایک جماعت سختی کرے گی جو جہنمی کتے ہوں گے اور وہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنا چاہیں گے کوئی اشتباہ نہیں وہ جماعت تم ہی لوگ ہو یہ سنتا تھا کہ حضرت عمر نے جناب سلمانؓ کے قتل کا

ارادہ کیا یہ دیکھکر حضرت امیر المومنین نے حضرت عمر کا گریبان پکڑ کر اٹھیں زمین پہ دے مارا اور فرمایا صہاک حبشیہ کے بیٹے اگر پہلے سے کتاب خدا و رسول کا عہد نہ ہوتا تو میں دکھا دیتا کہ کس کے مددگار کمزور اور تعداد میں کم ہیں اور اپنے اصحاب سے کہا واپس جاؤ خدا تم پر رحمت نازل فرمائے۔

(بحار الانوار ج ۸ ص)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ وفات پیغمبر کے بعد تمام اصحاب مرتد ہو گئے تھے سوائے تین کے لوگوں نے کہا وہ تین کون ہیں آپ نے فرمایا وہ مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی ہیں بعد میں جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ ان تینوں نے بیعت ابو بکر نہیں کی ہے تو ابوستان، عمار یاسر شتیرہ، ابو عمرہ آکر ملحق ہو گئے تھے (ناسخ التواریخ جلد ۲ ص)

یہی امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی منقول ہے۔

منصب کی کوئی خواہش نہ تھی پھر انھوں نے گورنری کے عہدہ کو کیوں قبول
کیا اس کا جواب ان کے اس خط سے مل جاتا ہے جو حضرت عمر کے خط کے
جواب میں انھوں نے مدائن سے لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ آگاہ ہو کہ میں نے
اس حکومت کو صرف اس لیے منظور کیا ہے کہ لوگوں کو صراط مستقیم پر چلاؤں
اور ضلالت و گمراہی سے بچاؤں۔

وہ خود ہی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسولؐ کی بیعت مسلمانوں کی خیر
خواہی اور علی ابن ابی طالبؑ کو اپنا امام قرار دینے پر کی تھی اور مسلمانوں
کی بھلائی علیؑ کی پیروی میں مضمر تھی لہذا امیر المومنینؑ ہی نے آپ کو
اس عہدہ کو قبول کر لینے پر آمادہ کیا تھا۔

دنیا جانتی ہے کہ ایک گورنر کس شان سے اپنے عہدہ گورنری کے
لیے جاتا ہے۔ ساتھ میں نگران ہوتے ہیں باڈی گارڈ ہوتے ہیں پہلے
سے اپنی آمد کے وقت اور تاریخ کا تعین کر دیا جاتا ہے تاکہ لوگ
استقبال کے لیے بیرون شہر جمع ہو جائیں اور شہر کی شاہراہوں کو آراستہ
کر دیا جائے جگہ جگہ حفاظتی اقدامات کر دیئے جائیں اور گورنر ہاؤس
کو سجا دیا جائے لیکن اگر اسلامی گورنر بھی اسی شان و اہتمام کے ساتھ
جائے تو پھر دنیاوی حاکم اور اسلامی حاکم میں فرق ہی کیا رہے سلمانؓ
جب مدائن کے گورنر بنا کر بھیجے گئے تو وہ بہت ہی سیدھے سادے
طریقہ سے گئے ان سے پہلے جو لوگ مدائن کے گورنر ہو کر گئے تھے انھوں
نے اہل مدائن کو بڑی شان و شوکت دکھائی تھی اور بہت کچھ لوٹ

مچا کر سونے، چاندی سے صندوق بھرتے تھے (یہ بھی اسلامی حکومت کے گورنر تھے) لیکن دنیاوی گورنروں میں اور ان میں کوئی فرق نہ تھا جب اہل مدائن کو معلوم ہوا کہ سلمانؓ حاکم بن کر آرہے ہیں تو وہ گروہ در گروہ ان کے استقبال کے لئے مدائن سے باہر آئے، لیکن جب دیکھا کہ گورنر صاحب بغل میں بوریا دبائے مٹی کا ایک لوٹا ہاتھ میں لئے پھٹی ہوئی عبا پہنے اونٹ سے تنہا اتر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ نہ کوئی حاجب ہے نہ پہرے دار، تو ایک دوسرے کو حسرت سے تکنے لگے کسی نے کہا لاؤ پتہ تو لگائیں کہ یہ شخص کون ہے، ہوسکتا ہے گورنر صاحب کا کوئی خبر رساں ہو لوگوں نے پوچھا اے شخص آج اسی وقت میں ہمارے گورنر صاحب کے آنے کی خبر تھی تمہیں کہیں ان کی سواری ملی ہو تو بتاؤ؟ انھیں کیا معلوم کہ یہی گورنر صاحب ہیں جواب دیا وہ جس کا تم انتظار کر رہے ہو میں ہی ہوں۔ لوگوں نے جب یہ سنا تو بڑے شرمندہ ہوئے لیکن دل ہی دل میں کہتے تھے یہ بیچارے یہاں کیا حکومت کریں گے۔ بالآخر شہر میں لیجا کر پوچھا حضور کا قیام کس دارالامارۃ میں رہے گا۔ فرمایا فقیروں کو دارالامارۃ سے کیا تعلق، ایک مسجد میں پہنچا دو میں وہیں رہونگا۔ یہ سن کر ان لوگوں کو اور زیادہ مایوسی ہوئی پھر انہوں نے پوچھا، حضور کے طعام (کھانے) کیا بندوبست کیا جائے، فرمایا تم اس کی فکر نہ کرو میں اس کا انتظام خود کر لوں گا۔ میں مسلمانوں کے بیت المال سے ایک حبہ (دانہ) بھی لینا نہیں چاہتا۔ اپنے ہاتھ سے روزی پیدا کروں گا، اور کھاؤں گا۔ خدا نے مجھے اتنی قدرت دی ہے کہ اپنی روزی آپ پیدا کر سکوں۔ لوگ

یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

الغرض آپ اس منصب پر فائز ہونے کے باوجود زنبیل بنتے تھے۔ اور اسی کی مزدوری سے کھانے اور پینے کا بندوبست کرتے تھے طبقات ابن سعد میں ہے کہ آپ چٹائی بنتے تھے، اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی۔ اس کا ایک تہائی اصل سرمایہ کے لئے رکھ لیتے تھے۔ ایک تہائی اہل و عیال پر خرچ فرماتے اور ایک تہائی غریبوں پر خرچ کر دیتے تھے۔

(طبقات ابن سعد جزو ۴ ص ۶۴)

وہ تیس ہزار آدمیوں پر حکومت کرتے تھے اور پانچ ہزار روپے وظیفہ پاتے تھے جو سب کا سب غریبوں اور مسکینوں پر خیرات کر دیتے تھے، اور مزدوری کر کے اپنی غذا اور لباس مہیا فرماتے تھے۔ آپ کے پاس ایک چادر تھی جس کے آدھے حصے کو پہنتے اور آدھی کو بطور فرش بچھاتے تھے۔ لوگوں نے کہا بھی کہ آپ حاکم ہیں۔ اور تنخواہ پاتے ہیں پھر کیوں مزدوری کرتے ہیں جواب دیا میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھ کی مزدوری سے اپنی غذا کا سامان مہیا کروں۔

(ترجمہ اسد الغابہ ج ۴ حالات سلمانؓ)

ابو درداء کی والدہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ سلمان مدائن سے شام آئے۔ جبکہ وہ وہاں کے حاکم تھے مگر اپنی سادگی کی وجہ سے معمولی لباس پہنے ہوئے تھے ان سے پوچھا گیا، کہ آپ نے اپنے کو اس حالت میں کیوں بنا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا آرام اور راحت تو صرف آخرت کے لئے ہے۔ (طبقات ابن سعد جزو ۴)

وہ گورنری کے عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود کبھی کسی معمولی سے معمولی کام کرنے میں عیب نہ سمجھتے تھے۔ وہ اس حالت میں بھی گائیں اور بکریاں چراتے تھے۔ رحم دل ایسے غلاموں سے دو کام ایک ساتھ کبھی نہیں لیتے تھے۔ اگر کسی غلام کو کام کے لئے بھیجتے، تو اس کا کام خود کرنے لگتے تھے۔ ابو قلابہ راوی ہیں کہ ایک شخص سلمان کے یہاں گیا دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے آٹا گوندھ رہے ہیں، پوچھا خادم کہاں ہے، فرمایا کام سے بھیجا ہے مجھ کو یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ دو دو کاموں کا بار اس پر ڈالوں۔

(طبقات ابن سعد جزو ۴ صفحہ ۶۳)

وہ حلم و انکساری کا مکمل نمونہ تھے۔ اسی گورنری کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص بالنس کا بوجھ لئے جا رہا تھا آپ اس کے قریب سے ہو کر گذرے جس سے آپ کے بدن میں خراش آگئی۔ آپ نے اس کے پاس آکر اس کا بازو ہلا کر کہا جب تک جوانی کا لطف نہ اٹھا لو خدا تم کو زندہ رکھے۔ ایک شخص ایک گٹھا لئے آتا تھا، تو اس نے آپ کو دیکھا کہ جسم پر ایک چھوٹی سی عبا تھی اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ آپ مدائن کے حاکم ہیں۔ اس نے بلا کر کہا یہاں آؤ یہ بوجھ اٹھا لے چلو جب لوگوں نے آپ کو بوجھ لیجاتے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا کہ تو نے یہ کیا غضب کیا یہ تو یہاں کے حاکم ہیں اس نے کہا مجھے کیا معلوم تھا، آپ نے فرمایا جب تک میں اس کو تمہارے گھر تک پہنچا نہ آؤں گا ہرگز نہ اتاروں گا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے گھاس خریدی اس کو مزدور کی ضرورت ہوئی، وہ آپ سے واقف نہ تھا جب اس نے آپکو دیکھا

جس گروہ کے پاس سے ہو کر گزرتا تھا وہ یہ کہتے تھے کہ سلمان ؓ کیا تم بغل
میں مشک لئے جاتے ہو میں ان سے صاف کہہ دیتا تھا کہ مشک نہیں مگر
یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ کیا ہے حاصل کلام جب افطار کا وقت آیا تو میں نے
وہ چھوہارا سب کھالیا مگر گٹھلی کا نشان بھی نہ تھا دوسرے دن مخدومہ
کونین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اس میں گٹھلی تو نام کو نہ تھی فرمایا
گٹھلی کہاں سے ہو یہ تو اس درخت کا پھل تھا جو خدا نے میری دعا
کے سبب سے لگایا ہے جو میرے والد نے مجھے تعلیم فرمائی ہے اور میں اسے
صبح و شام پڑھتی ہوں سلمان نے عرض کی اے سیدہ عالمیان وہ دعا مجھے بھی
تعلیم فرمائیے فرمایا اچھا اگر تم چاہتے ہو کہ جب تک زندہ رہو بخار میں
کبھی مبتلا نہ ہو تو یہ دعا روز پڑھ لیا کرو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بسم اللہ النور بسم اللہ النور بسم
اللہ النور علی نور بسم اللہ الذی ھو مدبر الامور بسم اللہ الذی
خلق النور من النور الحمد اللہ الذی خلق النور من النور وانزل
النور علی الطور فی کتاب مسطور فی رق منشور بقدر مقدور علی
نبی محبور الحمد اللہ الذی ھو بالعز مذکور و بالفخر مشہور وعلی
السراء والضراء مشکور وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ الطاہرین

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ دعا مکہ اور مدینہ کے رہنے والوں
میں سے ہزار آدمیوں سے زیادہ کو تعلیم کی جن کو بخار تھا سب نے اس کی
برکت سے نجات پائی ۔ (ناسخ التواریخ جلد ۴ صفحہ ۳۱۳)

آنحضرت نے سلمان کو ایک انگشتری دی کہ اس پر لا الٰہ اللہ نقش کرالاؤ۔ آپ گئے اور لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ بھی نقش کرا کے لے آئے آنحضرت نے دریافت فرمایا کہ سلمان یہ کیا ہے آپ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے لا الہ الا اللہ لکھوانے کا حکم دیا تھا میری خواہش ہوئی کہ محمد رسول اللہ بھی ضم کرادوں آنحضرت نے دریافت فرمایا اور یہ خط کیسا ہے جبرائیل نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا السلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ لا الہ الا اللہ آپ کے کہنے پر محمد رسول اللہ سلمان کے چاہنے پر اور علی ولی اللہ میری منشا پر نقش ہوا ہے اس لیے کہ کلمۂ شہادت بغیر ولایت علیؑ کامل نہیں ہوتا۔

(فتوحات القدس قلمی رضا لائبریری رامپور ص۲۱)

از قبیل بہت سے واقعات ہیں جن سے آپ کا صاحب کرامات ہونا ثابت ہے مثلاً وفات سے پہلے مردوں سے باتیں کرنا۔ جو وفات کے ذکر میں آئے گا۔

سلمانؓ نوح امت محمدیؐ

تفسیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام میں ہے کہ جناب سلمانؓ ایک دن یہودیوں کی ایک جماعت سے گذرے تو ان یہودیوں نے آپ سے کہا کہ آپ ان کے پاس بیٹھ کر وہ سب کچھ بیان کریں جو آپ نے اس دن حضرت رسول خداؐ سے سنا ہے۔ پس آپ ان کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! کیا ایسا نہیں ہے کہ ایک گروہ تم سے حاجتیں رکھتا ہو، اور تم اس کو پورا نہ کر پاتے ہو مگر یہ کہ تم محبوب ترین خلق کو اپنا شفیع مانتے ہو اور اس کے وسیلہ سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہو۔ پس تمہیں معلوم ہونا چاہیئے، کہ معزز ترین خلق۔ نیک اور صاحب فضیلت میرے نزدیک محمدؐ اور اس کا بھائی علیؑ اور ان کے آئمہ علیہم السلام جو وسیلہ خلائق ہیں۔ پس جو شخص یہ چاہتا ہو کہ میں اس کی حاجت کو پورا کروں یا کسی بلا کو دفع کروں تو وہ محمدؐ و آل محمدؐ کے وسیلہ سے دعا کرے جو پاک و پاکیزہ اور ہر گناہ سے منزہ ہیں۔

جناب سلمانؓ کا یہ کلام سن کر یہودی ہنسنے لگے اور مذاق اڑایا اور کہنے لگے کہ اے سلمان تم کیوں ان کے وسیلہ سے دعا نہیں کرتے کہ مدینہ والوں میں خدا تم کو سب سے زیادہ بے نیاز کر دے۔ سلمانؓ نے جواب

دیا کہ میں نے خداوندِ عالم سے ان کے وسیلہ سے ایسی چیز کا سوال کیا ہے
ملک دنیا سے زیادہ نفع بخش ہے اور وہ یہ کہ ایسی زبان جو اس کی حمد و ثنا کرے
اور ایسا دل جو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے، اور بڑی سے بڑی مصیبت
پر صبر کرنیوالا ہو، اور خداوندِ عالم نے میری یہ دُعا قبول کر لی ہے۔ اور
میرے نزدیک تمام دنیا کی بادشاہی اور دُنیا کی تمام نعمتوں سے لاکھ درجہ
بہتر ہے۔ یہ سن کر یہودیوں نے جناب سلمانؓ کا خوب مضحکہ اڑایا۔ اور کہنے
لگے، اے سلمانؓ تم نے ایسے رتبۂ عظیم و شرف کا دعوٰے کیا ہے کہ ہم چاہتے
ہیں کہ تمہارا امتحان لیں تاکہ معلوم ہو کہ تم اپنے دعوٰی میں سچے ہو یا جھوٹے
پس پہلا امتحان تو یہ ہے کہ ہم کھڑے ہوتے ہیں اور تمہیں تازیانے مارتے
ہیں، اور تم اپنے پروردگار سے سوال کرو کہ ہمارے ہاتھوں کو روک دے اور
تمہیں ہم سے بچا لے۔ سلمانؓ نے دُعا کی۔ خداوندا! تو مجھے مصیبت پر صبر
کرنیوالا قرار دے اور پھر اس دعا کی تکرار کی۔ یہودیوں نے آپ کو اتنے
تازیانے مارے کہ مارتے مارتے خود تھک گئے۔ اور سلمانؓ نے سوائے
اس دعا کے زبان سے کچھ نہ کہا۔ یہودی کہنے لگے کہ ہمیں یہ گمان بھی نہیں تھا
کہ تمہارے جسم میں روح باقی ہے پھر تم نے کیوں اپنے پروردگار سے دُعا
نہیں کی کہ اس سختی سے تمہیں نجات دیتا۔ آپ نے جواب دیا، اس لئے کہ یہ
سوال خلافِ صبر تھا بلکہ میں نے تسلیم کیا اور راضی ہوا اس مہلت پر جو خدا
عالم نے تمہیں دی اور سوال کیا کہ مجھے صبر دے اس بلا پر۔ پس وہ یہودی
آرام کر کے پھر اُٹھے اور کہا اس مرتبہ اتنا ماریں گے کہ تمہارے بدن

دوزخ مفارقت کر جائے یا تم کافر ہو جاؤ، اور محمدؐ سے روگرداں ہو جاؤ، آپ نے فرمایا میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار ہرگز نہ کروں گا چونکہ خدا نے اپنے پیغمبرؐ پر خود آیت نازل کی ہے: " الذین یؤمنون بالغیب" الخ یعنی وہ لوگ جو غیب پر ایمان لائے۔ تمہارے مظالم پر میرا صبر کرنا اور ان لوگوں کے زمرہ میں داخل ہونا میرے لئے آسان ہے جن کی خدا نے اس آیت میں مدح کی ہے۔ پس ان یہودیوں نے پھر آپ کو تازیانے مارنا شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ مارتے مارتے ہار تھک کر بیٹھ گئے، اور کہنے لگے، اے سلمان، اگر خدا کے نزدیک حضرت محمدؐ پر ایمان لانے کی وجہ سے تمہاری کوئی قدر و منزلت ہوتی تو وہ تمہاری دعا کو مستجاب کرتا۔ اور ہمیں ہماری حرکت سے باز رکھتا۔ آپ نے فرمایا تم کتنے جاہل ہو بھلا وہ کیسے اس دعا کو مستجاب کرے گا جو اس بات کے خلاف ہے جو میں نے اس سے طلب کیا ہے اس لئے کہ میں نے تو اس سے صبر کی دعا کی ہے جو اس نے مستجاب کر لی ہے، اور مجھے صبر عطا فرما دیا ہے۔ میں نے طاقت کا سوال ہی نہیں کیا اور نہ تمہیں باز رکھنے کا سوال کیا ہے۔ اس لئے کہ تمہارا باز رہنا میری دعا کے خلاف ہے۔ یہودیوں نے پھر تازیانے شروع کر دیئے۔ اور سلمانؓ نے سوائے اس کے کچھ نہ کہا کہ خداوندا تو مجھے اپنے حبیب محمدؐ کی محبت میں اس بلا پر صبر عطا فرما۔ پس ان کافروں نے آپ سے کہا اے سلمان، وائے ہو تم پر۔ کیا تمہارے پیغمبر حضرت محمدؐ نے اس موقع پر تقیہ کی اجازت نہیں دی۔ سلمانؓ نے کہا، خدا نے مجھے تقیہ کی اجازت دی

ہے کہ اس امر میں تقیہ کر لوں مگر تقیہ کرنا واجب نہیں کیا ہے بلکہ جائز کیا ہے کہ وہ کہوں جو تم کہتے ہو یا صبر کروں تمہارے مظالم پر، اور صبر کرنا تقیہ سے بہتر قرار دیا ہے۔ اس لئے میں نے تقیہ نہیں کیا۔ ان کافروں نے آپ کو پتھر مارنا شروع کیا اور اتنا مارا کہ آپ کے بدن سے خون جاری ہو گیا اور بطور استہزاء آپ سے کہتے تھے کہ اپنے خدا سے سوال نہیں کرو گے کہ ہمارے مظالم سے تمہیں بچا لے اور جو ہم تم سے چاہتے ہیں ہمیں اس سے باز رکھے۔ پس تم نفرین کرو کہ ہم ہلاک ہو جائیں۔ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو کہ خدا تمہاری دُعا کو رد نہیں کرتا ہے۔ اگر تم محمدؐ و آل محمدؑ کے وسیلہ سے اس سے دعا کرتے ہو۔

سلمانؓ نے جواب دیا مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ تمہاری ہلاکت کے لئے بد دُعا کر دوں: در آنحالیکہ تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص ہو جو بعد میں ایمان لائے، اور خدا اس کو جانتا ہو کہ وہ ایمان لائے گا تو میری دُعا کا اسی صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ میں دُعاء کروں کہ اس کو ایمان سے منقطع کر دے، وہ کافر دشمن کہنے لگے اگر اس کا خوف ہے تو اس طرح دُعا کرو کہ خدا اس کو ہلاک کر دے جو کفر پہ باقی رہے۔ اگر اس طرح دُعا کرو گے تو جس بات سے تم ڈرتے ہو وہ نہ ہو گی۔ پس جس مکان میں وہ قوم یہود تھی اُس کی دیوار شگافتہ ہوئی۔ اور سلمانؓ نے حضرت رسول خداؐ کو مشاہدہ کیا کہ آپؐ فرما رہے ہیں۔ اے سلمانؓ ان کی ہلاکت کے لئے دعا کرو، ان میں کوئی ایسا

نہیں جو ایمان لائے۔ اس لئے حضرت نوحؑ نے بھی اُن کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ان کی قوم میں اب کوئی ایمان نہ لائے گا تو بددُعا کی تھی۔ پس سلمانؓ نے ان یہودیوں سے پوچھا کہ تمہاری ہلاکت کے بارے میں کسطرح سے خدا سے بددُعا کروں یعنی تم کسطرح کا عذاب چاہتے ہو کہ خدا تمہارے اوپر نازل کرے۔ انہوں نے کہا کہ بددُعا کرو کہ ہم میں سے ہر ایک کا تازیانہ اژدھا بن کر اپنے مالک کے بدن کی ہڈیاں چبا جائے۔ پس سلمانؓ نے اسی طرح بددُعا کی۔ آپ کا بددُعا کرنا تھا کہ ہر ایک یہودی کا تازیانہ اژدھا بن گیا جس کے دو سر تھے، پس ایک سر سے اپنے مالک کا سر اور دوسرے سر سے اس کا وہ ہاتھ جس میں تازیانہ تھا پکڑ لیا اور تمام ہڈیوں کو شکستہ کر کے چبا گیا۔ پس رسولِ خداؐ جس مجلس میں تشریف فرما تھے، فرمایا اے گروہ مسلمین خداوند عالم نے تمہارے دوست سلمانؓ کی اس وقت بلیس یہودیوں کے مقابلہ میں بددعا کی اور ان کے ان تازیانوں کو جن سے وہ سلمانؓ کو مار رہے تھے، اژدھا بنا دیا جنہوں نے ان کی ہڈیوں کو چبا ڈالا اور ہلاک کر دیا۔ اُٹھو اور جلد، اور ان سانپوں کو دیکھو جن سے خدا نے سلمانؓ کی مدد و نصرت کی ہے، پس رسولِ خداؐ اپنے اصحاب کے ساتھ اس مقام پر اس وقت پہنچے جب ان یہودیوں کو اژدھے پھاڑ رہے تھے اور یہودیوں کے چیخنے کی آواز سن کر ان کے ہمسایہ جمع ہو گئے تھے اور ان کی حالت دیکھ کر ان سے نفرت کر رہے تھے اور اژدہوں سے خوف زدہ تھے۔ جب رسولِ خداؐ

تشریف لائے تو سانپ ان یہودیوں کے گھر سے مدینہ کے راستہ پر باہر نکل آئے اور وہ راستہ بہت تنگ تھا۔ خدا نے اس راستہ کو دس گنا کشادہ کر دیا۔ ان اژدہوں نے حکم خدا سے پیغمبر اسلامؐ کو سلام کیا۔ السلام علیک یا محمدؐ السلام علیک یا سید الوصیین۔ پھر آپ کی ذریت کو سلام کیا، اور کہا السلام علیک علی ذریتک الطیبین الطاھرین الذین جعلوا علی الخلائق قوامین۔ یعنی سلام ہو آپ کی پاک اور طاہر ذریت پر جن کو خدا نے اپنی مخلوق پر امر کے قائم کرنیوالے قرار دیا ہے ہم جو ان منافقوں کے تازیانے ہیں خدا نے اس مومن سلمانؓ کی دعا سے اژدہا بنا دیا ہے۔ پس رسول خداؐ نے فرمایا شکر ہے اس خدا کا جس نے میری امت میں حضرت نوحؑ کے مانند صبر کرنیوالا اور آخر وقت تک بد دعا نہ کرنیوالا قرار دیا۔ پس ان اژدہوں نے ندا دی۔ یا رسول اللہ مملکت خداوندی میں ہمارا غیظ و غضب شدید ہے، آپ کے اور آپ کے وصی کے حکم سے ان کافروں پر۔ پس آپ خدا سے دعا کریں کہ ہمیں جہنم کے سانپوں میں قرار دے تاکہ وہاں بھی ان پر مسلط ہوں اور ان پر جہنم کا عذاب کرنیوالوں میں ہمارا شمار ہو جسطرح دنیا میں ہم نے ان کو عذاب میں مبتلا کیا ہے۔ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا تم نے جس چیز کا سوال کیا ہے وہ تم کو مل گئی پس تم ملحق ہو جاؤ درکات جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں اب تم جو اجزائے بدن ان کے تمہارے شکموں میں ہیں۔ ان کو باہر نکالو تاکہ ان کافروں کی زمانہ میں ذلت و رسوائی ہو، اور مومنین کی عبرت کا

باعث ہو، لوگ ان کو دفن کریں اور جو ان کی قبر کی طرف سے گذرے وہ پکار اٹھے کہ یہ وہ ملعون (یہودی) ہیں جو غضب الٰہی میں سلمان محمدی کی دعا سے جو محمدؐ کا دوست ہے، گرفتار ہوئے۔ پس سانپوں نے آنحضرتؐ کے حکم سے ان کافروں کے بدنوں کو اگل دیا۔ اور ان کافروں کے عزیزوں اور رشتہ داروں نے آکر دفن کیا۔ اس معجزہ کو دیکھ کر بہت سے کافروں نے اسلام قبول کیا۔ اور خالص مومن ہو گئے، اور بہت سے منافقوں اور کافروں نے کہا کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

پس جناب رسولِ خدا جناب سلمانؓ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا اے ابو عبداللہ تو میرے اوپر خاص ایمان لانے والوں میں سے ہے نے ملائکہ مقربین کا دوست اور تو آسمانوں، حجب الٰہی، کرسی وعرش اعظم الٰہی اور جو کچھ عرش و تحت الثریٰ کے درمیان ہوا میں ہے۔ ان کے اہل کے نزدیک فضیلت و کرامت میں مشہور ترین ہے، اس آفتاب سے جو اس دن طالع ہوا ہو جو ہوا میں کوئی ابر و غبار اور تیرگی نہ ہو، اور اے سلمانؓ تو نیکو ترین شخص ہے، ان لوگوں میں جن کی آیت کریمہ میں مدح کی گئی ہے۔ (ان الذین یومنون بالغیب)

(حیات القلوب ج ۲ ص ۶۴۴ تا ص ۶۴۷)

جس گروہ کے پاس سے ہو کر گزرتا تھا وہ یہ کہتے تھے کہ سلیمان رضؓ کیا تم بغل میں مشک لیے جاتے ہو میں ان سے صاف کہہ دیتا تھا کہ مشک نہیں مگر یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ کیا ہے حاصل کلام جب افطار کا وقت آیا تو میں نے وہ چھوہارا سب کھا لیا مگر گٹھلی کا نشان بھی نہ تھا دوسرے دن مخدومہ کونین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اس میں گٹھلی تو نام کو نہ تھی فرمایا گٹھلی کہاں سے ہو یہ تو اس درخت کا پھل تھا جو خدا نے تم نے میری دعا کے سبب سے لگایا ہے جو میرے والد نے مجھے تعلیم فرمائی ہے اور میں اسے صبح و شام پڑھتی ہوں سلمان نے عرض کی اے سیدہ عالمیان وہ دعا مجھے بھی تعلیم فرما دیجئے فرمایا اچھا اگر تم چاہتے ہو کہ جب تک زندہ رہو بخار میں کبھی مبتلا نہ ہو تو یہ دعا روز پڑھ لیا کرو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بسم اللہ النور بسم اللہ النور بسم اللہ النور علی نور بسم اللہ الذی ہو مدبر الامور بسم اللہ الذی خلق النور من النور الحمد اللہ الذی خلق النور من النور و انزل النور علی الطور فی کتاب مسطور فی رق منشور بقدر معقدور علی نبی محبور الحمد للہ الذی ھو بالعز مذکور و بالفخر مشہور و علی السراء والضرا مشکور و صلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ الطاہرین

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ دعا مکہ اور مدینہ کے رہنے والوں میں سے ہزار آدمیوں سے زیادہ کو تعلیم کی جن کو بخار تھا سب نے اس کی برکت سے نجات پائی ۔ (ناسخ التواریخ جلد ۴ صفحہ ۳۱۲)

آنحضرت نے سلمانؓ کو ایک انگشتری دی کہ اس پر لا الہ اللہ نقش کرالاؤ۔ آپ گئے اور لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ بھی نقش کرا کے لے آئے آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا کہ سلمان یہ کیا ہے آپ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے لا الہ الا اللہ لکھوانے کا حکم دیا تھا میری خواہش ہوئی کہ محمد رسول اللہ بھی ضم کرادوں آنحضرت نے دریافت فرمایا اور یہ خط کیسا ہے جبرائیل نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ لا الہ الا اللہ آپ کے کہنے پر محمد رسول اللہ سلمان کے چاہنے پر اور علی ولی اللہ میری تمنا پر نقش ہوا ہے اس لیے کہ کلمۂ شہادت بغیر ولایت علیؑ کامل نہیں ہوتا۔

(فتوحات القدس قلمی رضا لائبریری رامپور ص۴۱)

اذیں قبیل بہت سے واقعات ہیں جن سے آپ کا صاحب کرامات ہونا ثابت ہے مثلاً وفات سے پہلے مردوں سے باتیں کرنا۔ جو وفات کے ذکر میں آئے گا۔

اخلاق و اوصاف

جناب سلمان محمدی نے اپنے اخلاق و اوصاف کی تکمیل پیغمبر اسلام اور ان کے خاندان والوں سے انھیں میں کا ایک فرد بن کر کی تھی اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ ان کے اخلاق و عادات زندگی کے ہر شعبہ میں معیاری حیثیت کے مالک تھے خاص خاص اخلاق و اوصاف جن کے متعلق مورخین نے مخصوص طور پر واقعات نقل کیے ہیں وہ آپ کی سادگی، رواداری، مساوات مہمان نوازی، غرباء و مساکین کی امداد، اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی، شجاعت جرأت و ہمت، صاف گوئی اور حق گوئی، عبادت و ریاضت، زہد و ورع اور تقویٰ و پرہیزگاری وغیرہ ہیں جن میں سے بعض صفات کا بیان ہو چکا ہے اور بعض کو یہاں لکھا جا رہا ہے۔

سادگی آپ کی تصویر حیات میں تکلف کے آب و رنگ کے بجائے سادگی بہت زیادہ غالب تھی، جو ہر زمانہ میں قائم رہی مجبوری اور بے بسی کا نام قناعت یا درویشی "عصمت بی بی از بے چادری" کے مقولہ کے موافق اکثر ابنائے دنیا کا شعار رہتا ہے مگر حکومت و اقتدار کے ساتھ فقیرانہ زندگی اختیار کرنا بلند مرتبہ خاصان خدا کا حصہ ہے

مدائن کی امارت کے زمانے میں جبکہ شان و شوکت اور خدم و حشم وغیرہ تمام لوازم آپ کے لیے مہیا تھے اور پانچ ہزار وظیفہ پاتے تھے اس وقت بھی آپ کی سادگی میں کوئی فرق نہ آیا ایک چادر تھی جس کے نصف حصہ کو پہنتے اور نصف کو بچھاتے تھے۔ زندگی بھر گھر نہیں بنایا دیواروں اور درختوں کے سایہ میں زندگی گزار دی ایک مرتبہ حذیفہ نے آپ سے کہا ہم تمہارے لیے گھر نہ بنوا دیں ؟ آپ نے پوچھا کیوں ؟ کیا اس لیے کہ مجھکو بادشاہ بنادو اور میرے واسطے ایسا گھر تعمیر کردو جیساکہ تمہارا مدائن میں ہے انھوں نے جواب دیا نہیں بلکہ پھوس کا اور اس کی چھت چٹائی کی ہوگی اور صرف اتنا بلند ہو کہ جب تم کھڑے ہو تو تمہارا سر چھت سے جا کر لگے اور تمہارے سر پر گرنے کے لیے تیار ہو اور جب سو رہو تو تمہارے پیر دیوار سے ٹکرائیں اور چھت تمہاری آنکھوں پر گرنے کے قریب ہو۔ آپ نے جواب دیا کہ گویا تم میرے دل میں تھے اور جو میری خواہش تھی اسی کو تم نے بیان کیا۔ (اسد الغابہ ج ۲)

ایک مرتبہ ایک فوجی دستے کی سرداری آپ کے سپرد ہوئی تو فوجی شان و شوکت کا تو ذکر ہی کیا یہاں معمولی سپاہی کی بھی وضع نہ تھی چنانچہ فوجی نوجوان دیکھ کر ہنستے اور کہتے یہی ہمارے امیر ہیں وفات کے وقت بیس بائیس درہم سے زیادہ کا اثاثہ نہ تھا بستر میں معمولی سا بچھونا اور دو اینٹیں جن کا تکیہ بناتے تھے اس پر بھی روتے تھے اور فرماتے تھے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ انسان کا ساز و سامان ایک مسافر سے زیادہ

نہ ہو اور میرا یہ حال ہے۔ (اہل کتاب صحابہ و تابعین صفحہ ۵۸)

مساوات کبھی غلام سے دو کام ایک وقت میں نہ لیتے تھے آپ کے یہاں فرائض کی تقسیم بھی تھی اور اسی طرح حقوق میں بھی حقیقی مساوات تھی۔ آپ کا اپنے غلاموں کے ساتھ وہ حسن سلوک تھا جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ خادم کو گوشت کی بوٹیاں گن کر دیا کرتے تھے، کہ کہیں اس کی طرف سے سوءِ ظن پیدا نہ ہو جائے (صحابہ و تابعین صفحہ ۵۸)

ضیافت جو شخص بھی بحیثیت مہمان آتا بے تکلفی سے جو کچھ ہوتا اس کے سامنے لاکر رکھ دیتے اور فرما دیا کرتے تھے، اگر خدا کے برگزیدہ رسولؐ نے تکلف کو منع نہ فرما دیا ہوتا تو میں تمہارے لئے ضرور تکلف کرتا۔ اور تکلف کے معنی یہ ہیں کہ جو چیز موجود نہ ہو اسکو بہ تکلف حاضر کیا جائے۔

ابو وائل سے مروی ہے کہ ایک بار میں اپنے ایک دوست کے ساتھ آپ کا مہمان ہوا۔ آپ نے بے تکلفی سے جو کی روٹی اور نمک ہمارے سامنے لا کر رکھ دیا۔ میرے ساتھی نے کہا۔ اگر اس کے ساتھ پودینہ ہوتا تو زیادہ اچھا ہوتا۔ یہ سن کر آپ اپنا لوٹا لئے ہوئے باہر گئے۔ اور چند منٹ بعد پودینہ لے کر واپس آگئے ہمیں دیکھ کر کہا، لو کھاؤ۔ میرے دوست نے کھانا کھانے کے بعد کہا شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم کو ہماری روزی پر قانع بنایا۔ آپ نے فرمایا اگر قناعت کرنے والے ہوتے تو اس وقت میرا لوٹا رہن ہو کر یہ پودینہ نہ آتا۔ (حیات القلوب ج ۲ صفحہ ۶۱۴)

امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دن سلمان نے حضرت ابوذر کی دعوت کی۔ دو روٹیاں ان کے سامنے لاکر رکھ دیں۔ ابوذر نے ان روٹیوں کو ہاتھ میں اٹھا کر بغور دیکھنا شروع کیا۔ آپ نے پوچھا اے ابوذر، کیا دیکھ رہے ہو۔ جناب ابوذر نے جواب دیا، میں یہ دیکھ رہا ہوں کہیں سے کچی تو نہیں رہ گئی ہے۔ یہ سن کر آپ کو غصہ آگیا۔ فرمایا اے ابوذر، کیا تمہاری یہ جرأت ہے کہ اس روٹی کو ہاتھ میں پھیراؤ اور اس کے عیوب پر نظر کرو۔ بخدا اس کے لئے بہت سے کارکنان قدرت نے کام کیا ہے۔ پانی، ہوا، برق اور نہ معلوم کس کس کا ہاتھ اس کی تیاری میں ہے۔ اے ابوذر کیا تم سے ممکن ہے کہ اس نعمت کا شکریہ ادا کرسکو۔ ابوذر یہ سنکر بہت نادم ہوئے۔ اور کہا اے سلمان میں اپنے اس قول پر خدا سے توبہ اور تم سے معذرت چاہتا ہوں۔

کلینیؒ نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے سلمان و ابوذر کے درمیان اخوت قرار دی، اور ابوذر کو یہ تاکید کی کہ کبھی سلمان کی مخالفت نہ کریں۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱۶)

حق گوئی اور حاضر جوابی

روضۃ الواعظین میں ہے کہ آنحضرت نے ایک روز اپنے اصحاب سے فرمایا تم میں کون ہے جو صائم النہار (دن میں روزہ رکھنے والا) اور قائم اللیل، (راتوں کو عبادت میں بسر کرنیوالا) ہو اور قرآن کو رات میں ختم کرتا ہے۔ سلمان نے کہا، میں ہوں یارسول اللہ۔ یہ سنکر کچھ لوگوں کو غصہ آیا۔ اور کہنے لگے، ایک

مرد فارسی اے گروہ قریش ہم پر فخر کرتا ہے۔ وہ اپنے ان دعوؤں میں جھوٹا ہے حضرتؐ نے فرمایا خاموش رہو (اے فلاں) سلمان کی مثل تم میں کون ہے۔ وہ لقمان حکمت ہے، اس سے جو پوچھو وہ بتائے گا۔ اس نے کہا اے سلمان میں اکثر ایام میں تم کو کھاتے اور راتوں کو سوتے دیکھا ہے۔ اور اکثر ایام میں خاموش دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا نہیں جیسا تم نے سمجھا ہے بلکہ صورت یہ ہے کہ میں ہر ماہ تین روزے رکھتا ہوں اور اللہ فرماتا ہے: من جاء بالحسنة فله عشر امثالها جو ایک نیکی کرے گا۔ اس کو دس گنا ثواب ملے گا، اور میں رجب و شعبان کو ماہ رمضان سے ملاتا ہوں پس یہ صوم الدہر ہے اور میں نے رسولؐ سے سنا ہے، جو شخص رات کو باطہارت سو گیا، گویا اس نے تمام رات عبادت کی میں ایسا ہی کرتا ہوں، اور میں نے رسولؐ سے سنا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علیؑ تمہاری مثال میری امت میں قل ھو اللہ احد کی سی ہے کہ جس نے اسے ایک بار پڑھا تو گویا تہائی قرآن پڑھ لیا اور جس نے دو بار پڑھا اس نے دو تہائی قرآن ختم کر لیا اور جس نے تین بار پڑھا اس نے پورا قرآن مجید ختم کر لیا۔ اسی طرح اے علی جس نے تمہیں زبان سے دوست رکھا اس کا ایک ثلث ایمان کامل ہوا اور جس نے زبان و دل سے دوست رکھا اس کا دو ثلث ایمان کامل ہوا، اور جس نے زبان و دل سے دوست رکھا اور ہاتھوں سے تمہاری مدد کی، اس کا ایمان کامل ہوا قسم اس ذات کی جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اے علیؑ اگر اہل زمین تمہیں اتنا ہی دوست رکھیں جتنا اہل آسمان تو خدا کسی کو دوزخ

میں نہ ڈالے اور میں سورۂ قل ھو اللہ تین بار پڑھتا ہوں۔
(مناقب ابن شہر آشوب حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱۵)

کتاب ابن بابویہ و ابوالقاسم البستی و قاضی ابوعمر و ابن احمد میں
جابر اور انس سے روایت ہے کہ ایک جماعت نے حضرت عمر کے سامنے
حضرت علیؑ کی منقبت کی جناب سلمانؓ نے کہا اے عمر تم کو کیا وہ دن یاد
نہیں جب کہ تم اور میں اور حضرت ابوبکر و ابوذر حضرت رسول خدا کی خدمت
میں حاضر تھے۔ آپ نے ہمارے لئے اپنا شملہ بچھایا ہم سب کو ایک کنارے پر بٹھایا
اور علیؑ کو بیچ میں اور پھر فرمایا اے ابوبکر کھڑے ہو اور علیؑ کو سلام کرو امامت
وخلافت مسلمین کی بناء پر۔ اسی طرح ہر ایک سے فرمایا۔ پھر علیؑ سے فرمایا اے
علیؑ سلام کرو اس نور (آفتاب) کو انہوں نے کہا اے خدا کی چمکتی ہوئی آیت
تجھ پہ میرا سلام۔ آفتاب سے آواز آئی وعلیک السلام۔ اس کے بعد
حضرت رسول خدا نے فرمایا خداوند تو نے میرے بھائی سلیمانؑ کو ملک
دیا اور ہوا کو مسخر کیا جو ان کا بساط (تخت) کو ایک ماہ کی راہ لیجاتی
تھی اور شام کو ایک ماہ کی راہ۔ تو اس ہوا کو بھیجدیا تاکہ ان لوگوں کو
اصحاب کہف تک لیجائے حضرت علیؑ فرماتے ہیں ہم کو ہوا نے اٹھایا اور
جدھر حکم خدا تھا لے چلی میں نے کہا، اے ہوا اب ہم کو اصحاب کے پاس اتار دے
ہم غار کے اندر پہنچے تو ہم میں سے ہر ایک نے ان کو سلام کیا مگر انہوں نے
کسی کو جواب نہ دیا پھر میں نے کہا السلام علیکم یا اصحاب الکہف، انہوں
نے کہا وعلیک السلام اے وصی محمدؐ ہم اس جگہ دقیانوس کے زمانے سے

مجوس (قیدی) ہیں سلمان کہتے ہیں حضرت علیؓ نے ان سے کہا تم نے میرے ساتھیوں کے سلام کا جواب کیوں نہ دیا انھوں نے کہا ہم سوائے نبی یا وصی نبی اور کسی کے سوال کا جواب نہیں دیتے تم وصی خاتم النبیین ہو اور خلیفہ رب العالمین ہو۔ ہم وہاں سے پھر چلے کچھ دیر کے بعد علیؓ نے ہوا سے کہا ہمیں اتار دے ہم سب نے وضو کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہم نماز صبح میں رسولؐ کے ساتھ شریک ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ہم نے ایک رکعت پالی۔

اس نے کہا علیؓ نے جبکہ وہ منبر کوفہ پہ تھے مجھ سے تصدیق چاہی میں نے پس وپیش کی فرمایا خدا تیرے جسم کو مبروص کر دے تیرے پیٹ میں آگ بھر دے اور تیری آنکھیں اندھی کر دے پس میں مبروص اور اندھا بھی ہوا اور ماہ رمضان وغیرہ میں روزہ رکھنے کے قابل نہ رہا (مجمع الفضائل صفحہ ۱۹۵)

جناب سلمان کی حق گوئی صفائی، ہمت وجرات کے مزید واقعات پچھلے بیانات میں گذر چکے ہیں خصوصیت سے حسب ونسب اور بیعت ابوبکر کے بیانات ملاحظہ فرمالیں۔

حافظ مجیب اللہ صاحب ندوی رفیق دارالمصنفین اہل کتاب

زہد وتقویٰ صحابہ وتابعین میں لکھتے ہیں کہ آپ کا زہد و ورع اس حد تک پہونچ گیا تھا کہ جس کے بعد رہبانیت کی حد شروع ہو جاتی ہے لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ اسلام کی تعلیم کے خلاف رہبانیت کی طرف مائل تھے مذہبی تشدد کے ساتھ ساتھ دنیاوی حقوق کا بھی پورا پورا لحاظ رکھتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے (اہل کتاب صحابہ وتابعین صفحہ ۹۸)

آپ احکام خدا کے ہر گوشہ پر نظر رکھتے تھے ایک دفعہ ابودرداء کے گھر ان سے ملنے کے لیے گئے تو دیکھا ابودرداء کی بیوی میلا لباس پہنے میلی صورت بنائے ہوئے ہے پوچھا ایسا کیوں ہے اس نے کہا تمہارے بھائی ابودرداء کو دنیا کی کوئی حاجت نہیں ہے تو ان کو مجھ سے کوئی کام ہے پھر کیوں زینت کروں اتنے میں ابودرداء آگئے اور جناب سلمان کے لیے کھانا پیش کیا آپ نے کہا تم بھی کھاؤ انھوں نے جواب دیا میں روزہ سے ہوں کہا جب تک تم نہ کھاؤ گے میں بھی نہ کھاؤں گا اس روز رات کو بھی جناب سلمان وہیں رہے دیکھا کہ ابودرداء نے رات کو بھی عبادت شروع کی تو آپ نے ان کو اس سے روکا اور کہا جس طرح تم پر خدا کا حق ہے تمہارے اہل کا بھی ہے اور تمہارے جسم کا بھی حق ہے ہر حقدار کو اس کا حق پہونچنا چاہیئے یعنی عبادت بھی کرو بیوی سے مباشرت بھی کرو اور آرام بھی کرو دوسرے دن دونوں شخص رسولؐ کی خدمت میں گئے اور یہ سب واقعہ بیان کیا تو حضرت نے فرمایا سلمانؓ نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔

(استیعاب ج ۲ صفحہ ۵۵۸)

صدقات سے اجتناب صدقات سے سخت پرہیز کرتے تھے اگر کسی چیز میں صدقہ کا ادنیٰ شائبہ ہوتا تو اس سے بھی احتراز کرتے ایک غلام نے خواہش کی کہ مجھکو مکاتب بنا دیجئے فرمایا تمہارے پاس کچھ ہے اس نے عرض کیا میں لوگوں سے مانگ کر ادا کردوں گا فرمایا تم مجھکو لوگوں کے ہاتھ کا دھوون کھلانا چاہتے ہو (ابن سعد جزء ۴ صفحہ ۶۹)

رعب وجلال چونکہ آپ حق بات کہنے میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے اس لیے باوجود فقیرانہ زندگی کے اصحاب رسولؐ آپ سے خوف کھاتے تھے ایک مرتبہ آپ حضرت عمرؓ کے پاس گئے اس وقت وہ ایک گدے پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے آپ کو دیکھ کر وہ گدا (گاؤ تکیہ) آپ کی طرف بڑھا دیا۔ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۹۹)

چند جواہر ریزے

آپ کے بہت سے حکیمانہ جملے اور زریں اقوال کتب احادیث میں موجود ہیں ان میں سے چند یہاں نقل کئے جا رہے ہیں۔

(۱) آپ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرتؐ کو فرماتے سنا ہے کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۶۱۴)

(۲) ابو درداء نے آپ کو شام سے خط لکھا کہ تم پر سلام ہو اما بعد خدا نے مجھے تمہارے بعد مال اور لڑکے عنایت کیے اور میں پاک زمین پر فروکش ہوا سلمانؓ نے ان کو جواب لکھا تم پر سلام ہو۔ تم نے مجھے لکھا تھا کہ خدا نے تم کو مال و فرزند عطا کیے تو تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ مال و فرزند کی زیادتی خیر نہیں ہے خیر یہ ہے کہ تمھارا حلم زیادہ ہو اور تمھارا علم تم کو نفع پہونچائے اور تم نے مجھے لکھا تھا کہ تم ارض مقدسہ میں وارد ہوئے ہو حالانکہ زمین کسی کے واسطے عمل نہیں کرتی تم عمل کرو تو یہ ایسا ہے گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو اور اپنے آپ کو مردوں سے شمار کرو۔

(ترجمہ اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۴۳)

(۳) حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں بیمار پڑے سعد ابن ابی وقاص

عیادت کو گئے تو رونے لگے سعد نے کہا ابو عبداللہ رونے کا کونسا مقام ہے آنحضرتؐ تم سے خوش و مسرور دنیا سے اُٹھے تم ان سے حوض کوثر پر ملوگے بچھڑے ہوئے ساتھیوں سے ملاقات ہوگی آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں موت سے نہیں ڈرتا اور نہ دنیا کی حرص باقی ہے اور رونا اس لئے کہ رسولؐ نے ہم سے فرمایا تھا اور عہد لیا تھا کہ تمہارا دنیاوی سازوسامان ایک مسافر کے زاد راہ سے زیادہ نہ ہو حالانکہ میرے گرد اس قدر سانپ (اسباب) جمع ہیں سعد کہتے ہیں کل سامان میں جس کو سانپ سے تعبیر کیا تھا ایک بڑا پیالہ ایک لگن اور ایک طشت سے زیادہ نہ تھا اس کے بعد سعد نے خواہش کی کہ مجھکو کچھ نصیحت کیجئے فرمایا کسی کام کا قصد کرتے وقت، فیصلہ کرتے وقت اور تقسیم کرتے وقت خدا کو یاد رکھا کرو۔ اسی بیماری کے دوران دوسرے احباب نے بھی نصیحت اور وصیت کی خواہش کی فرمایا تم میں سے جس سے ہو سکے اس کی کوشش کرے کہ وہ حج وعمرہ، جہاد یا قرآن پڑھتے ہوئے جان دے اور فسق و فجور اور خیانت کی حالت میں نہ مرے۔ (طبقات ابن سعد حالات سلمانؓ)

(۴) آپ کی وفات عبداللہ بن سلام سے پہلے ہوگئی تھی ایک دن عبداللہ نے خواب میں آپ کو دیکھا تو پوچھا اے سلمانؓ سب سے بہتر از روئے عمل آپ نے کس چیز کو پایا فرمایا توکل عجیب چیز ہے۔

(ابن سعد جزو ۴ ق اول ص۶۷)

(۵) علامہ نوری ناشر ندوانی نے کتاب روضۃ الواعظین کے حوالے

سے نقل کیا ہے کہ ابن عیاشؒ کہتے تھے کہ میں نے سلمانؓ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا اللہ اور رسولؐ پر ایمان کے علاوہ آپ نے جنت حاصل کرنے کے لیے کس چیز کو افضل پایا۔ آپ نے فرمایا میں نے ایمان باللہ اور رسول کے بعد کسی چیز کو اس شخص سے افضل نہیں پایا جس نے علی ابن ابی طالبؑ سے محبت کی اور ان کی پیروی کی۔

(نفس الرحمٰن)

(۶) ایک مرتبہ دجلہ کے قریب جانے کا اتفاق ہوا آپ کا ایک شاگرد بھی ساتھ تھا آپ نے اس سے کہا کہ گھوڑے کو پانی پلا لاؤ اس نے حکم کی تعمیل کی آپ نے فرمایا خوب اچھی طرح پلا لاؤ جب وہ سیراب ہوگیا تو شاگرد سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ علم کی مثال بھی ایسی ہی ہے اس میں سے جتنا بھی خرچ کیا جائے گھٹتا نہیں تم کو چاہیے کہ علم نافع حاصل کرو۔

(۷) آپ نے فرمایا کہ علم بہت ہے اور عمر تھوڑی ہے تو بقدر علم دین اسے حاصل کرو اور ساری دنیا کے علوم کے پیچھے نہ پڑو۔

(۸) آپ نے فرمایا کہ مومن کی مثال ایک مریض کی سی ہے اس کے پاس طبیب موجود ہے جو مرض اور اس کے علاج سے بخوبی واقف ہے مریض کو جب کسی ایسی چیز کی خواہش ہوتی ہے جو اس کے لیے مضر ہو تو وہ اس کو روکتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے اور وہ جنت کی تمام نعمتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے اگر وہ پہلے سے باز نہ رکھا گیا ہوتا اس کو یہ

نعمتیں کیسے ملتیں۔

(۹) آپ فرماتے تھے کہ مجھے تین آدمیوں پر بڑا تعجب ہوتا ہے ایک وہ جو دنیا کی طلب میں پڑا ہوا ہے اور موت اسے طلب کر رہی ہے دوسرا وہ جو موت سے غافل ہے تیسرا وہ جو قہقہہ مار کر ہنستا ہے اور نہیں سمجھتا کہ اللہ اس سے راضی ہے یا ناراض۔ فرمایا تین چیزیں مجھے اس قدر غمگین کرتی ہیں کہ میں رو دیتا ہوں ایک آنحضرت صلعم اور ان کے دوستوں کا فراق دوسرے عذاب قبر تیسرے قیامت کا خطرہ۔

(۱۰) آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے نصیحت کی خواہش کی آپ نے فرمایا بولو نہیں اس نے کہا لوگوں میں رہ کر یہ کیسے ممکن ہے۔ آپ نے فرمایا اگر بولو تو صحیح اور مناسب بات کہو اس نے کہا کچھ اور ارشاد ہو فرمایا کہ غصہ نہ کرو۔ اس نے کہا میں غصہ میں قابو سے باہر ہو جاتا ہوں۔ فرمایا کہ اپنے ہاتھ اور زبان کو قابو میں رکھو۔ اس نے کہا کچھ اور ارشاد فرمائیے فرمایا کہ لوگوں سے ملو جلو نہیں اس نے کہا یہ کیسے ممکن ہے کہ لوگوں سے ملا جلا نہ جائے آپ نے فرمایا اگر ملتے جلتے ہو تو پھر بات میں سچائی سے کام لو۔ (اہل کتاب صحابہ و تابعین صلا)

(۱۱) آپ فرماتے ہیں کہ میں نے توراۃ میں پڑھا ہے کہ کھانے کے بعد وضو باعث برکت ہے جب رسول ؐ سے میں نے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ قبل اور بعد طعام باعث برکت ہے۔

(مسند ج ۵ ص ۴۴۱)

(۱۲) دو آدمی آپ کے پاس مدائن میں شام سے آئے اور انھوں نے آکر کہا آپ کے بھائی ابو درداء کے پاس سے آئے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس نے جو ہدیہ مجھے بھیجا ہے وہ مجھے پہونچاؤ انھوں نے جواب دیا کہ ہمیں کوئی ہدیہ یا تحفہ اس نے نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور امانت ادا کرو انھوں نے پھر کہا کہ ہمارے پاس کوئی مال ایسا نہیں ہے جو اس نے بطور تحفہ آپ کے لیے بھیجا ہو آپ نے فرمایا کہ مجھے مال کی ضرورت نہیں ہے ان لوگوں نے کہا ہاں ہم لوگ جب وہاں سے چلے تھے تو اس نے آپ کو سلام کہا تھا آپ نے فرمایا کہ اس سے بڑا بھی کوئی ہدیہ و تحفہ ہو سکتا ہے۔؟ (حلیۃ الاولیاء ج اول ص۲۰۷)

ازدواج و اولاد

طبقۂ جہلاء میں عام طور سے آپ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ آپ نے شادی نہیں کی تھی اور آپ مجبوب (یعنی عنین یا خواجہ سرا) تھے۔ یہ بالکل غلط ہے آپ نے بنی کندہ کی ایک عورت کے ساتھ شادی کی تھی۔ جس سے دو فرزند پیدا ہوئے انہیں سے آپ کو کثرت نسل کا شرف حاصل ہوا۔ ان میں سے بعض اسی جگہ آباد تھے۔ اور سب کے سب صاحبان فضل و عقل تھے۔ (مجالس المومنین صفحہ ۸۹)

اسد الغابہ میں ہے کہ آپ کی تین لڑکیاں تھیں۔ ایک لڑکی اصفہان میں اور ایک جماعت کا خیال ہے کہ اہل اصفہان انہیں کی اولاد ہیں۔ اور دو لڑکیاں مصر میں تھیں۔ (اسد الغابہ ج ۴)

عبداللہ بن سلمی سے روایت ہے کہ سلمانؓ نے بنی کندہ کی ایک عورت سے شادی کی تھی جب رات کا وقت آیا آپ اس کے پاس بیٹھے اس کی پیشانی کو مس کیا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی، اور اس سے فرماتے تھے، میری اطاعت کر اس چیز میں جس کا خدا نے تجھے حکم دیا ہے، وہ کہتی تھی میں مطیع اور فرمانبردار ہوں۔ آپ فرماتے تھے کہ میرے خلیل آنحضرتؐ نے مجھے وصیت کی ہے

کہ جب میں اپنے اہل کے ساتھ جمع ہوں تو اللہ کی اطاعت پر جمع ہوں پس آپ اور وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ دونوں نے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر اس فطری تقاضہ کی تکمیل کی جو مرد اپنی عورتوں سے کرتے ہیں، جب صبح ہوئی تو آپ کے مصاحبین نے آپ سے پوچھا، آپ نے اپنی زوجہ کو کیسے پایا۔ آپ نے ان کو بتانے سے اعراض فرمایا۔ اور کہا کہ خدا نے ستر پوشی کا حکم دیا ہے لہذا اس کے بارے میں ہرگز سوال نہ کرو۔

کتاب مہج الدعوات کی حدیث تحفۃ الجنۃ میں ہے کہ آپ کے ایک صاحبزادے تھے جن کا نام عبداللہ تھا (اسی لئے آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہو گئی۔ (مؤلف کتاب ہٰذا)

وہ روایت جس میں یہ کہا گیا ہے کہ جناب سلمانؓ نے تزویج نہیں فرمائی ضعیف ہے۔ روایات معتبرہ و مشہورہ کے مقابلہ میں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اس روایت کا راوی حسین بن حمدان ضعیف راوی ہے اور اس کے اوپر اعتبار جائز نہیں ہے۔ نجاشی کا قول ہے کہ حسین بن حمدان الحصینی جنبلانی ابوعبداللہ فاسد المذہب تھا۔ اور خلاصہ میں مزید کہا گیا ہے۔ کہ وہ کاذب و ملعون تھا۔ (نفس الرحمٰن)

مدت حیات

آپ کی عمر کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ کتاب سعد الاخبار میں ڈھائی سو، تین سو، ساڑھے تین سو اور ڈیڑھ ہزار سال تک کی روایات موجود ہیں۔ اسی طرح اسد الغابہ میں ہے کہ عباس ابن یزید نے کہا ہے کہ سلمان ؓ ساڑھے تین سو برس زندہ رہے۔ لیکن ڈھائی سو میں کسی کو شک نہیں ہے۔ ابو نعیم نے کہا کہ سلمان بڑی عمر والوں میں سے تھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے حواریین عیسٰی علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے خود عیسٰیؑ ابن مریم کو پایا تھا۔ اور دونوں کتابیں پڑھی تھیں۔ (ترجمہ اسد الغابہ ج ۴)

مگر علامہ ذہبی لکھتے ہیں ظھرلی انہ ما زاد علی الثمانین مجھے ظاہر ہوا ہے کہ ان کی عمر اسّی ۸۰ سال سے زیادہ نہیں تھی۔

(اصابہ ج ۳ ص ۱۱۳)

غالباً موصوف کو الہام ہوا ہوگا اس لئے کہ یہ کہنے کے بعد کوئی ثبوت اپنے دعویٰ میں پیش نہیں فرمایا۔

ہمارے نزدیک ساڑھے تین سو برس والی روایت زیادہ معتبر ہے

اس لیے کہ آپ نے زیارت رسولؐ کے شوق میں وطن چھوڑا اور دس راہبوں کی صحبت حاصل کی شرف زیارت حاصل ہوا۔ اور پھر آنحضرتؐ کی وفات کے بعد پچیس ۲۵ چھبیس ۲۶ برس زندہ رہے یہ سب اسی سال کی عمر میں ناممکن ہے علاوہ ازیں جن روایات میں ساڑھے تین سو برس عمر بتائی گئی ہے وہ کتب تاریخ میں مشہور اور معتبر ہونے کے ساتھ کثرت سے ہیں۔

فتوحات القدس کی اس روایت سے بھی آپ کی عمر تین سو سال سے زیادہ ہی ظاہر ہوتی ہے کہ ایک دن جناب امیر المومنینؑ بیٹھے ہوئے خرمے کھا رہے تھے آپ نے مزاحاً ایک گٹھلی سلمانؓ کی طرف پھینکی جس پر آپ نے کہا اے علیؑ آپ مجھ سے مزاح فرما رہے ہیں حالانکہ میں سن میں آپ سے بڑا ہوں اور آپ میرے سامنے ایک کمسن بچے ہیں بچوں کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ بڑوں سے مزاح کریں۔ امیر المومنینؑ نے جواب دیا اے سلمانؓ تم اپنے آپ کو بزرگ سمجھتے ہو اور مجھے خورد حالانکہ تم یہ بھول گئے کہ جب تم صحرا میں پانی کے ایک چشمہ پر غسل کر رہے تھے تو ایک جنگلی شیر نے تم پر حملہ کیا تھا تم نے اس مصیبت سے بچنے کے لیے بارگاہ قدس میں دعا کی تھی تو ایک شخص نے جو گھوڑے پر سوار زرہ پہنے ہاتھ میں تلوار لیے ہوئے تھا تمہاری مدد کی تھی جانتے ہو وہ کون تھا اے سلمانؓ ذرا غور سے دیکھو وہ شخص میں ہی تو تھا سلمانؓ نے اس کا اقرار خدمت نبوی میں آ کر کیا اور امیر المومنینؑ سے عرض کیا

کہ اے علیؑ اس واقعہ کو تین سو تیس سال گزر گئے ہیں آج تک میں نے کسی سے ذکر نہیں کیا تھا آج آپ نے اس کو یاد دلا دیا۔

(فتوحات القدس قلمی ۲۳۲ رضا لائبریری رام پور)

یہ واقعہ آنحضرتؐ کے زمانہ کا ہے اگر اس کو آپ کی زندگی کے آخری ایام کا بھی مانا جائے تب بھی پیغمبر کے بعد سلمانؓ ۲۵ سال زندہ رہے اس صورت سے آپ کی عمر ساڑھے تین سو سال سے کچھ زیادہ ہی قرار پاتی ہے۔

وفات

کتاب الفضائل میں شیخ الفقیہہ ابوالفضل سدید الملۃ والدین شاذان بن جبرائیل بن اسمٰعیل بن ابی طالب القمی اصبغ بن نباتہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں سلمان فارسی کے ساتھ تھا جبکہ وہ مدائن کے حاکم تھے اور یہ ابتداء خلافت امیرالمومنینؑ کا زمانہ تھا حضرت عمر بن خطاب نے آپ کو مدائن کا حاکم بنایا تھا اس عہدہ پر آپ اس وقت تک قائم رہے جب امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب والی امر ہوئے۔ اصبغ کہتے ہیں کہ میں ایک روز ان سے ملاقات کے لیے گیا وہ سخت بیمار تھے مجھے دیکھ کر فرمانے لگے اے اصبغ مجھ سے جناب رسول خداؐ نے فرمایا تھا کہ اے سلمانؓ جب تم سے مرنے کا زمانہ قریب ہوگا تو مردہ تم سے باتیں کرے گا اب تم لوگ مجھے تختہ پر لٹا کر قبرستان مدائن میں لے چلو جب ان کو قبرستان میں لے آئے منہ قبلہ کی طرف کر دیا آپ نے بآواز بلند اس طرح کہا اے وہ لوگو! جن کی جانیں فنا ہو گئی ہیں تم پر سلام ہو تم کو دنیا کی طرف سے کس چیز نے ناامید کر دیا ہے کسی نے کوئی جواب نہ دیا آپ نے اسی طرح چند مرتبہ دریافت کیا جب کوئی جواب نہ پایا تو فرمایا اے اہل قبور!

مجھ سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تیری وفات کا زمانہ قریب آئے گا تو ایک مردہ تجھ سے باتیں کرے گا اگر میری موت کا زمانہ قریب آگیا ہے تو برائے خدا و رسولؐ مجھ سے ہم کلام ہو اس وقت ایک مردہ نے آواز دی کہ اے وہ لوگو! جو دنیا میں مکانات بناتے اور باغات لگاتے ہو اور آخر وہ سب فنا و خراب ہو جاتے ہیں تم پر سلام ہو۔

آپ نے پوچھا کہ تم اہل بہشت سے ہو یا اہل نار سے اس نے جواب دیا کہ میں اہل بہشت سے ہوں پھر آپ نے فرمایا کہ یہ بیان کرو کہ تمہاری موت کس طرح ہوئی اور کیا مصیبت گزری۔ مردہ نے کہا اے سلمانؓ کچھ نہ پوچھو خدا کی قسم اگر کوئی شخص مقراض سے میرے تمام بدن کو ریزہ ریزہ کرتا اور ہڈیوں سے گوشت کو جدا جدا کرتا تو میرے نزدیک وہ موت کی اذیت سے بہت زیادہ آسان ہوتا اے سلمانؓ! میں دنیا میں ہمیشہ نیک اعمال کیا کرتا تھا برابر نمازیں پڑھتا قرآن مجید کی تلاوت کرتا تھا یکایک بیمار ہوا اور میری عمر کی مدت تمام ہوئی اس وقت ایک شخص طویل القامت مشکل مہیب میرے سامنے ہوا پر معلق کھڑا ہو گیا اور وہیں سے میری آنکھوں کی طرف اشارہ کیا آنکھیں اندھی ہو گئیں کانوں کی طرف اشارہ کیا تو کان بہرے ہو گئے۔ زبان کی طرف اشارہ کیا تو زبان بند ہو گئی میں نے کہا تو کون ہے؟ جو میرے ساتھ یہ سلوک کر رہا ہے اس نے جواب دیا میں ملک الموت ہوں اب تیری

زندگی کا زمانہ گذر گیا۔ تجھ کو یہاں سے دوسرے مقام پر جانا ہوگا اتنے میں دو شخص اور آ گئے جن میں سے ایک میرے داہنی جانب بیٹھ گیا اور دوسرا بائیں جانب اور کہنے لگے کہ ہم دونوں وہ فرشتے ہیں جو دنیا میں تیرے اعمال لکھا کرتے تھے یہ کہکر ایک نے جس کا نام رقیب تھا میرا ایک نامہ اعمال مجھے دیا جب میں نے اپنی نیکیوں کو اس میں دیکھا تو بہت خوش اور مسرور ہوا پھر دوسرے نے جس کا نام عتید تھا دوسرا نامہ اعمال مجھے دیا جب میں نے اس میں اپنے گناہوں کو دیکھا تو بہت محزون و غمگین ہوا اس کے بعد ملک الموت میرے قریب آئے اور ناک کی طرف سے میری روح قبض کر لی جس کا صدمہ مجھے ابھی تک نہیں بھولا ہے اس وقت میرے اہل و عیال عزیز و اقارب سب رونے لگے ملک الموت ان کی گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری دیکھکر کہنے لگے کہ تم لوگ کیوں روتے ہو میں نے اس پر کوئی ظلم نہیں کیا ہے مجھے حکم خدا ہوا تو میں نے اس کی روح قبض کر لی ابھی تو کتنی ہی مرتبہ میں تمہارے پاس آؤں گا پھر دوسرے فرشتے نے میری روح کو ملک الموت سے لے کر پروردگار کے حضور میں پہونچا دیا اس وقت خداوند عالم نے میرے کل اعمال و افعال کے متعلق سوالات فرمائے مثلاً نماز و روزہ، زکوٰۃ و خمس، حج و جہاد تلاوت قرآن و اطاعت والدین وغیرہ کے بارے میں اور خون ناحق کرنا، مال غصب کرنا، بندگان خدا پر ظلم کرنا وغیرہ سب باتوں کے بارے میں پوچھا اس کے بعد وہ فرشتہ میری روح کو زمین پر لایا اور غسال

میرے جسم سے کپڑے اتار کے غسل دینے لگا میری روح نے اس سے کہا
اے بندہ خدا اس جسم ضعیف و ناتواں پر رحم کر اور آہستہ آہستہ ہاتھ پھیر
خدا کی قسم جس جس رگ سے میں نکلی ہوں وہ رگ اس کی ٹوٹ گئی ہے اس کے
تمام اعضاء گویا پس پس گئے ہیں غرض اس عاجزی سے میری روح نے
کہا کہ اگر غسال سنتا تو مردوں کو غسل دینا چھوڑ دیتا پھر غسل دینے کے
بعد لوگوں نے مجھے کفن میں لپیٹا اور محفوظ کیا نماز جنازہ پڑھی اور جب
مجھے قبر میں اتارا اس وقت کچھ ایسی وحشت میرے اوپر طاری ہوئی کہ جو
بیان سے باہر ہے گویا ایک مرتبہ آسمان سے زمین پر آ پڑا جب لوگ
قبر کو بند کر چکے اس وقت میری روح پھر میرے جسم میں داخل ہوئی اور
ایک فرشتہ جس کا نام منبّہ تھا میرے پاس آیا اور مجھے بٹھلا کر کہنے لگا
اپنے وہ اعمال جو تو نے دنیا میں کئے ہیں لکھ میں نے کہا مجھے تو یاد نہیں
اس نے کہا میں بتلاتا جاتا ہوں تو لکھتا جا میں نے کہا کاغذ کہاں سے
لاؤں؟ اس نے کہا یہی تیرا کفن بجائے کاغذ کام دے گا میں نے
کہا قلم کہاں سے لاؤں؟ اس نے کہا تیری انگلی بمنزلہ قلم ہے میں نے کہا
سیاہی کہاں سے آئے گی وہ فرشتہ بولا کہ تیرا لعاب دہن بجائے سیاہی
کے کام دیگا غرض جب میں نے کل اعمال لکھ لیے تو اس نے اس نوشتہ کو
بطور طوق میری گردن میں ڈال دیا جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے
کل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ ونخرج لہ یوم القیامۃ کتابا
یلقہ منشورا اقرا کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا

ترجمہ: ہر آدمی کا اعمال نامہ ہم نے بطور طوق اس کی گردن میں ڈال دیا ہے۔
اور قیامت کے دن جب اس نامہ اعمال کے ساتھ اس کو اٹھائیں گے تو حکم
دیں گے کہ اپنا لکھا ہوا پڑھ لے آج کے دن اپنی ذات کے محاسبہ کے
لیے تو خود ہی کافی ہے اس کے بعد ایک فرشتہ نہایت مہیب جس کا نام
منکر ہے ہاتھ میں ایک گرز آتشین لیے میرے پاس آیا اور کہنے لگا من
ربک بتا تیرا پروردگار کون ہے؟ پیغمبر اور امام تیرے کون ہیں؟ تو کس
طریقہ پر تھا، دین تیرا کیا ہے، یہ سنکر میں خوف سے حواس باختہ ہو گیا
میرا بند بند کانپنے لگا حیران تھا کہ کیا جواب دوں؟ اتنے میں رحمت
خدا میرے شامل حال ہوئی دل مطمئن ہوا میں نے جواب دیا اللہ جل جلالہ
ربی ومحمد نبی وعلی ابن ابیطالب واولادہؑ المعصومون آئمتی
والاسلام دینی والقرآن کتابی خدا میرا رب (پالنے والا) ہے
اور محمدؐ میرے رسول ہیں اور علیؑ اور ان کی اولاد معصومین میرے امام
اور پیشوا ہیں اور اسلام میرا دین ہے اور قرآن میری کتاب ہے پھر
دوسرے فرشتہ نے بھی جس کا نام نکیر تھا اسی مہیب آواز سے میرے
اعمال وافعال واعتقادات کے بارے میں سوال کیا فضل خدا سے میں نے
اس کا جواب بھی دیا اور کہا اشھدان لا الہ الا اللہ وان محمد
رسول اللہ وان علیاً واولادہ المعصومین حجج اللہ و ان
الجنۃ حق والنار حق والصراط حق والمیزان حق وسوال
منکر ونکیر فی القبر حق والبعث حق والنشور حق وتطائر الکتب

حق وان الساعة آتیة لا ریب فیھا وان اللہ یبعث
من فی القبور۔ میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا
کے کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں، علیؑ اور ان کی اولاد
میں سے جتنے معصوم ہیں وہ سب خدا کی حجتیں ہیں اور جنت برحق ہے
اور جہنم بھی برحق ہے۔ پل صراط برحق ہے اور میزان برحق ہے۔ قبر میں
منکر و نکیر کا سوال کرنا برحق ہے اور میدان حشر میں لوگوں کا پھیلنا برحق
ہے اعمال ناموں کا کھلنا برحق ہے اور قیامت آنے والی ہے اس میں
ذرا شک نہیں ہے اور ہر وہ شخص جو قبر میں ہے پروردگار عالم ضرور اسے
اٹھا کر کھڑا کرے گا۔

پھر قبر میں مجھے لٹا کر ان فرشتوں نے کہا نم نومة العروس
اب تو آرام سے مثل خواب عروس کے سو جا! اور پھر ایک دروازہ بہشت
کا میرے سرہانے کی طرف کھول دیا جس سے بہشت کی ہوا آنے لگی اور
جہاں تک نظر کام کرتی تھی اتنی دور تک قبر کشادہ ہوگئی اور تمام زمین
گلزار ہوگئی اے سلمان فارسی انسان کو لازم ہے کہ ہر وقت خدا کو
یاد کرے اور اسی کی عبادت میں زندگی بسر کرے کہ مرنا برحق ہے اور
ان سب باتوں کا جو میں نے بیان کیں ضرور سامنا ہوگا۔

اصبغؓ کہتے ہیں کہ جب قبر سے آواز آنا بند ہوئی حضرت سلمان
فارسی نے کہا کہ اب مجھے گھر لے چلو جب ان کے مکان پر لائے تو آپ نے
فرمایا زمین پر لٹا دو جب میں نے لٹا دیا تو آسمان کی طرف دیکھ کر ایک

دعا پڑھی اور اس دار فانی سے دار باقی (آخرت) کی طرف کوچ فرمایا میں متحیر تھا کہ آپ کو دفن کیونکر کروں اتنے میں دور سے ایک سوار دکھائی دیا جب قریب آیا میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔ حضرتؑ نے آکر اپنے دست مبارک سے آپ کو غسل دیا، کفن پہنایا اور نماز جنازہ پڑھکر دفن کیا اور نظروں سے غائب ہو گئے۔

(کتاب فضائل صفحہ ۹۵ تا ۹۸ وحیات القلوب ج ۲ صفحہ ۶۱۵
لوائج الاحزان جلد اول صفحہ ۳۶۹ تا ۳۷۱)

الشیخ محدث جلیل سعید بن ہبتہ اللہ راوندی خرائج باب چہاردہم میں روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ مسجد مدینہ میں صبح کے وقت داخل ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں رسول خدا کو فرماتے سنا ہے کہ سلمان نے وفات پائی ہے اور مجھے غسل و کفن، نماز اور تدفین کی وصیت کی ہے۔ (نفس الرحمٰن)

بحار الانوار میں حبیب بن حسن نے جابر الانصاری سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین نے صبح کی نماز ہمارے ساتھ ادا فرمائی پھر ہماری طرف رخ کر کے فرمایا ایہا الناس خدا تم کو تمہارے بھائی سلمان کی موت پر صبر کرنے میں اجر عطا فرمائے لوگ اس بارے میں بات چیت کرنے لگے آپ نے رسولؐ کا عمامہ سر پر رکھا آپ کی ذرع زیب تن کی رسول کا عصا ہاتھ میں لیا اور تلوار کمر میں باندھی اور آپ کی سواری

عصا، پر سوار ہوئے اور قنبرؓ سے فرمایا دس تک گن۔ قنبر کہتے ہیں میں نے
تعمیل حکم کی اور ہم نے اپنے آپ کو سلمانؓ کے دروازہ پر (مدائن میں)
کھڑا ہوا پایا۔ زاذان خادم سلمان فارسی کہتا ہے کہ جب میں نے
اپنے آقا کی وفات کا وقت قریب پایا تو آپ سے غسل کے بارے
میں سوال کیا آپ نے فرمایا کہ جس نے (علیؑ) نے رسول خدا کو غسل دیا
تھا وہی تجھے بھی غسل دے گا۔ میں نے کہا آپ مدائن میں ہیں اور
وہ مدینہ میں۔ آپ نے فرمایا اے زاذان جب تم میری داڑھی باندھ
لوگے تو دروازہ پر ان کی آواز سنوگے۔ جب میں نے آپ کی ڈاڑھی
باندھ دی تو میں نے دروازہ پر کسی کو کہتے سنا کہ میں امیر المومنینؑ ہوں
میں نے دروازہ کھولا آپ اندر داخل ہوئے اور مجھ سے فرمایا اے
زاذان ابو عبد اللہ سلمانؓ نے قضا کی میں نے کہا مولا ہاں! پس آپ
اندر داخل ہوئے اور سلمان کے چہرہ سے چادر ہٹائی سلمان امیر المومنین علیہ
السلام کو دیکھکر متبسم ہوئے۔ آپ نے فرمایا مرحبا اے ابا عبد اللہ
جب تم رسولؐ سے ملاقات کرنا تو ان سے جو جو مظالم تمہارے بھائی
پر قوم کی طرف سے ہوئے ہیں بیان کرنا پھر آپ نے سلمان کی تجہیز کی
اور جب آپ نے نماز پڑھی تو ہم نے کثرت سے تکبیروں کی آواز سنی
میں نے آپ کے ساتھ دو مردوں کو دیکھا ان کے بارے میں سوال کیا تو
امیر المومنین نے فرمایا ان میں سے ایک میرے بھائی جعفر طیارؑ اور
دوسرے جناب خضر پیغمبرؑ تھے اور ہر ایک کے ساتھ ستر صفیں ملائکہ

تھیں اور ہر صف میں ہزار ملائکہ تھے اور مشارق میں ہے کہ زاذان خادم سلمان کا کہنا ہے کہ جب امیر المومنین تشریف لائے کہ سلمانؓ کو غسل دیں تو آپ نے کپڑا چہرہ سے ہٹایا تو سلمان مسکرائے اور قریب تھا کہ بیٹھ جائیں امیر المومنین نے فرمایا اپنی موت کی طرف پلٹ جاؤ۔ رجال کشی میں ہے کہ سلمانؓ کہتے تھے کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جب تمھاری موت کا وقت قریب آئے گا تو کچھ لوگ تمھارے پاس آئیں گے۔ جو خوشبو کو پسند کریں گے اور کھانا نہیں کھائیں گے پھر آپ نے مشک کی تھیلی نکالی اور پانی میں ملایا اور زوجہ سے کہا کہ دروازہ پہ جاکر بیٹھ جاؤ اور دروازہ بند کرلیا۔ (نفس الرحمٰن)

ان کی بیوی نے حکم کی تعمیل کی چند منٹ کے بعد انھوں نے ایک آواز سنی جو نہایت آہستہ سے تھی انھوں نے جاکر دیکھا تو آپ کی روح جنت کو پرواز کر چکی تھی۔ (ابو نعیم)

یہ اختصاص اور امتیاز بھی صرف آپ ہی کو تمام صحابہ اور تمام امت پہ حاصل ہے کہ مولائے کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے دستہائے مبارک سے غسل وکفن دیا نماز جنازہ پڑھی دفن کیا اور باعجاز مدینہ سے مدائن تشریف لائے اور پھر اسی زن مدینہ واپس ہوئے۔ بعض لوگوں کو یقین نہیں ہوا تھا جب اہل مدائن ... احط سلمان کی موت کے بارے میں آیا جس میں وقت وفات اور تمام ... ات درج تھے جو امیر المومنین نے بیان فرمائے تھے تب یقین

... حار

ہوا۔

تاریخ وفات میں اختلاف ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ۱۲ھ کے اوائل میں ہوئی مشہور یہ ہے کہ حضرت عثمان کے آخری دورِ خلافت ۳۵ھ میں ہوئی اور علماء شیعہ کی کثیر تعداد نے اس قول سے اتفاق کیا ہے کہ آپ نے ۳۶ھ اوائل خلافت امیر المومنین میں انتقال فرمایا۔

آپ کا مزار مقدس مدائن میں آج بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

وفات کے بعد آپ کے مراتب

روضۃ الواعظین میں ہے کہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے سلمانؓ کو آپ کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا آپ سلمانؓ ہیں جواب دیا ہاں میں نے پوچھا کیا وہی سلمانؓ ہیں جو رسولؐ کے غلام تھے فرمایا ہاں میں نے دیکھا اس وقت ان کے سر پر یاقوت کا تاج تھا اور جنت کے حلے زیب تن کیے ہوئے تھے میں نے کہا اے سلمانؓ یہ بہترین منزل ہے جو خدا نے آپ کو عطا فرمائی ہے انھوں نے جواب دیا ہاں الی آخر الحدیث۔ (نفس الرحمٰن)

تفسیر عیاشی میں مفضل بن عمر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جب قائم آل محمدؐ ظہور فرمائیں گے تو ستائیس ۲۷ اشخاص کو پشت کعبہ سے باہر نکالیں گے پچیس ۲۵ قوم موسیٰ سے ان لوگوں کو جنھوں نے ہدایت پائی اور سات اصحاب کہف اور یوشع وصی موسیٰ پیغمبر و مومن آل فرعون و سلمان فارسی و ابو دجانہ الانصاری اور مالک اشتر اور شیخ مفیدؒ نے بھی اپنی کتاب ارشاد کے آخر میں اسی طرح بیان کیا ہے۔

اور شیخ الطائفہؒ نے کتاب کشف الحق میں ابو بصیر سے روا
کی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ حج بیت ا
کیا آپ نے مدینہ میں اپنے جد حضرت رسولؐ خدا کی زیارت
تو ہم نے بھی آپ کے ساتھ زیارت نبیؐ کا شرف حاصل کیا۔ بـ
یقظان کے ایک شخص نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ ان لوگوں
ابو بکر و عمر کی بھی اس قبہ میں زیارت کی آپ نے فرمایا کہ اے بھا
یقظان ان لوگوں نے جھوٹ کہا خدا کی قسم اگر ان دونوں کی قبر
کو کھودا جائے تو ان دونوں کی جگہ سلمانؓ و ابوذرؓ کو پاؤ گے خد
کی قسم یہ دونوں ان دو (حضرت ابو بکر و عمر) سے اس بات کے زیادہ
مستحق ہیں کہ پہلوئے رسولؐ میں جگہ پائیں ابو بصیر نے عرض کیا یا ابن رسو
اللہ یہ کیسے ممکن ہے کہ میت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جائے
آپ نے فرمایا اے ابو محمد اللہ نے ستر ہزار فرشتے پیدا کئے ہیں جن
نقالہ کہا جاتا ہے ان کو زمین کے مشارق و مغارب میں پھیلا دیا گیا
ہے پس وہ لوگوں میں سے ہر ایک کی میت کو اس مقام پر دفن کرتے
ہیں جس جگہ کا وہ مستحق ہوتا ہے اور وہ جسد میت کو نعش سے نکال لیتے
ہیں۔ اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ اس حدیث کو قواعد الفوائد
میں اور ابن طاؤس نے وصایا میں نقل فرمایا ہے۔

(نفس الرحمٰن)

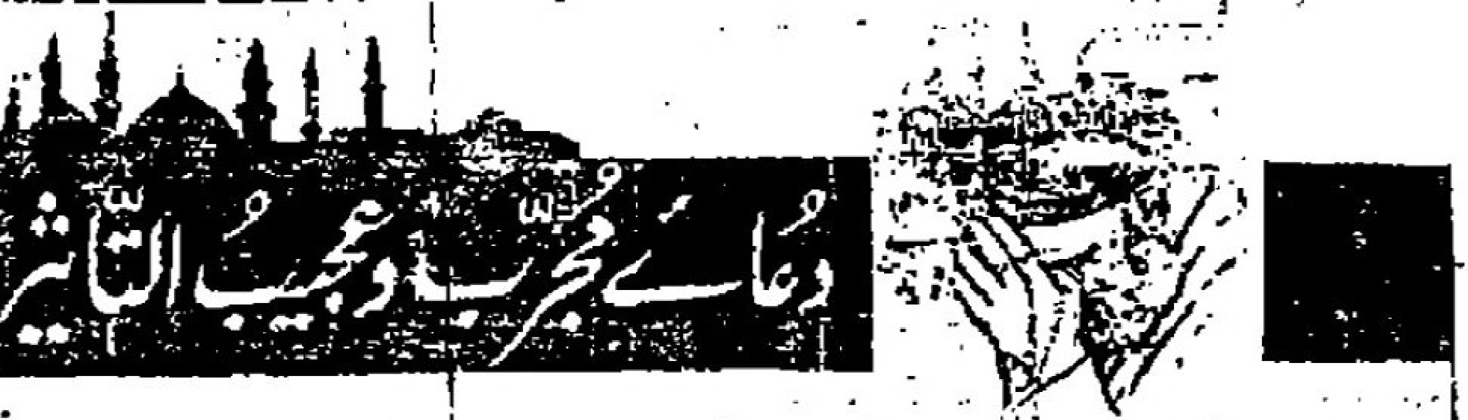

اوراد و دعا، تحفۃ العوام و اعمال مومنین کی مقبول و مستند اور مشہور کتاب زین المتقین سے منقول ہے کہ جناب زین العابدین علیہ السلام کے زمانے میں ایک بدکار شخص کو تین بار آگ میں ڈالا گیا نہ جلا، پھر پانی میں ڈالا گیا نہ ڈوبا، پھر اس کی گردن پر شمشیر چلائی گئی کارگر نہ ہوئی۔ آنحضرت سے سبب دریافت کیا گیا۔ فرمایا اس کے پاس ایک تعویذ ہے دیکھا گیا تو اس کے پاس یہ دعا نکلی۔

یہ دعا اسم اعظم سے خالی نہیں ہے عظیم ترین حصار ہے۔ صبح کی نماز کے بعد اور غروب آفتاب سے قبل یا مغرب کی نماز کے بعد دُرود پڑھ کر حصار کرلیں۔ اگر ان اوقات میں ممکن نہ ہو تو رات کے سوتے وقت حصار کرلیں۔ پروردگار کی حفظ و امان میں رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

دعائے مبارکہ

برائے حفاظت از آفات و بلیات و حادثات و سحر و زہر و شر شیاطین و جن و انس وغیرہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

يَا مَنْ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا هُوَ ○ يَا مَنْ لَا يُدَبِّرُ الْأَمْرَ إِلَّا هُوَ ○ يَا مَنْ لَا يَصْرِفُ السُّوْءَ إِلَّا هُوَ ○ يَا مَنْ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا هُوَ يَا مَنْ لَا يُحْيِي الْعِظَامَ الْمَوْتٰى إِلَّا هُوَ ○ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ وَبِحَقِّ كٓهٰيٰعٓصٓ وَبِحَقِّ حٰمٓ عٓسٓقٓ وَبِحَقِّ الْوَاحِدِ الْأَحَدِ الصَّمَدِ الْفَرْدِ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ ○ كَامِلًا هَادِيًا يَا يَاسِرًا يَا مِلًّا صَادِقًا بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ ○

برائے ایصال ثواب سید سعید اکبر کاظمی و جملہ مومنین و مومنات